

معتبر محمود ہے اسکا سخن زندگی کو آئینہ دکھلائے جس کی شاعری

شعری مجموعہ

پروازِ تخیل

از
محمود شریف محمود

جو نہیں اپنے دور کا عکاس شاعری کا وہ آئینہ کیا ہے؟

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

مجموعہ کلام

شاعر

مسروقی

کمپیوٹر کمپوزنگ

طباعت

ماه و سنه اشاعت

جزوی تعاون

میت

پرواز تخیل

محمود شریف محمود - لی - اے (عثمانیہ)

سید عمر مجتہدی۔ چخیل گوڑہ

سد علی نظامی، 686-4-16، چخیل گوزہ

کریمینٹ آفسیٹ پرنٹر سلطان پورہ - حیدرآباد

اکتوبر ۱۹۹۳ء

اردو اکیڈمی آنڈھرا پردیش - حیدرآباد

(60) ساٹھ روپے

ملنے کے پتے:

حسامی بکڈیو، مچھلی کمان، حیدرآباد-۵۰۰۰۲

مکتبہ اسلامی، چھتہ بازار، حیدرآباد

الكتاب، عابدز، حیدرآباد

بمکان مصنف:

660/A 4-16 ، نئی سڑک، چنچل گوڑہ، حیدرآباد ۲۴۰۰۰۵۔ اے۔ بی

انتساب

والدہ مرحومہ فاطمہ النساء بیگم صاحبہ
والد مرحوم حکیم محمد ابراہیم شریف صاحب

اور

زندگی کی ساتھی جس کا ساتھ دست اجل نے چھین لیا۔

رابعہ بانو مرحومہ

کے نام

کچھ اپنے بارے میں

مام

محمد محمود شریف قادری والد حکیم ابراہیم شریف صاحب قادری مرحوم

ادبی مام اور تخلص: محمود شریف محمود جس نے ۵ جولائی ۱۹۳۲ء کو اس دنیائے رنگ و

بو میں پہلی سانس لی

تعلیم:

مادرِ علمی جامعہ عثمانیہ نے ۱۹۵۳ء میں ہندوستان کے پچھلے وزیرِ اعظم پنڈت جواہر لال نہرو کے ہاتھوں بی۔ اے کی ڈگری عطا کی۔ میٹرک ۱۹۳۱ء میں کامیاب کرچکا تھا لیکن معاشی رکاوٹوں نے اعلیٰ تعلیم میں پیش قدمی سے روک دیا۔ سرکاری ملازمت اختیار کرنی پڑی۔ ایوننگ کالج کے قیام نے اعلیٰ تعلیم کا موقع عطا کیا۔ انٹر میڈیٹ میں میرٹ اسکالرشپ حاصل ہوا۔ بی۔ اے میں زبان اردو میں امتیازی کامیابی حاصل ہوئی جو ڈاکٹر زور، عہدِ نقاد سروری اور سید محمد حبیبے پروفیسر صاحبان سے فیض یابی کا نتیجہ تھا۔

علمی اور ادبی مصروفیات

کا آغاز تعلیمی سال ۳۹-۱۹۳۸ء میں ہوا۔ جناب اقبال علی صاحب زیدی مرحوم نے دارالعلوم ہائی اسکول میں چند منتخب لڑکوں کے ساتھ مجھے بھی فنی تقریر سکھانا شروع کیا۔ اچھی تفریح کے لیے علمی اور ادبی مطالعے کے ساتھ ساتھ شعراء کے کلام کا مطالعہ بھی ضروری ہے کیونکہ موزوں اشعار کا استعمال تقریر کو زیادہ موثر بناتا ہے۔ دوسرے ہی سال میں اسکول کی تقریری ٹیم میں شامل ہو گیا اور کامیابیاں بھی حاصل کیں۔ سالِ تعلیم ۴۰-۱۹۳۹ء کے اسکول انٹیشن میں انٹن اتحاد طلباء دارالعلوم کا نائب صدر منتخب ہوا جس کے بعد اتحاد طلباء دارالعلوم کا نائب صدر منتخب ہوا جس کے بعد اتحاد طلباء دارالعلوم ہائی اسکول میں

شاعری سے دلچسپی اور شعر گوئی کا آغاز:

میں شاعر ابنِ شاعر نہیں ہوں۔ شاعری سے دلچسپی کبھی ہی سے رہی جس کی بنیادی وجہ فطری لگاؤ اور بیت بازی کا شوق ہے اور اسی دور میں کبھی کبھی ہلکے شعر بھی موزوں کر لیے لیکن صرف بیت بازی کی خاطر۔ ۱۹۴۱ء میں اسکول میں مشاعرے منعقد کرنے کی ذمہ داری بھی مجھ پر تھی۔ اسی زمانے میں غزل بھی چنکے چنکے دے پاؤں میری زندگی میں داخل ہو گئی۔ اپنی غزل اسکول کے اساتذہ کو جو خود بھی شاعر تھے بتا دیا کرتا تھا جن میں قابل ذکر جناب اقبال علی زیدی صاحب، جناب عبدالمجید صاحب اور جناب عہد الحق صاحب ہیں۔ عروض کی ابتدائی معلومات ان ہی حضرات سے حاصل ہوئیں اور ان ہی کے مشورے سے کتابوں کا مطالعہ بھی کیا۔ یہی روایتی تلمذ کا بدل ثابت ہوا۔

۴۲ - ۱۹۴۳ء کے سال تعلیم کے دوران عملہ کچی گوڑہ میں "بزم ادب کچی گوڑہ" کا قیام عمل میں آیا جس کے بنیادی اراکین میں سید علی برتر، افتخار اعجاز، کلیم قادری (اس وقت میرا تخلص یہی تھا) - نظام الدین انجم - ضیاء الدین ذاکر، مصباح الدین شکیل (جو پاکستان کے مشہور مولانا ہیں) شامل تھے۔ کلیم قریشی (جنہوں نے "طور تغزل" میں بزم ادب کچی گوڑہ کا ذکر فرمایا ہے) شہباز پرویز اور دوسرے بہت سے احباب اس میں شامل ہو گئے۔ بزم ادب کچی گوڑہ نے فنِ تقریر و تحریر کی عملی تربیت کے ساتھ ساتھ شعر و سخن کی مشق و تربیت کا بھی ایک جامع پروگرام کے تحت انتظام کیا۔ ہم فنِ شاعری کے متعلق کتابوں کا مطالعہ کرتے غزلیں اور نظمیں کہتے اور مقررہ پروگرام کے تحت جمع ہو کر کلام سناتے جس پر تنقید و تبصرہ ہوتا ان جلسوں میں اکثر و بیشتر ہماری رہنمائی پروفیسر عبدالقیوم خاں باقی فرماتے اور کبھی کبھی پروفیسر غلام دستگیر رشید بھی موجود ہوتے تھے اس طرح اجتماعی تربیت ہوتی تھی۔

"بزم ادب کچی گوڑہ" کی میں نے ابتدائی ہی سے بہ حیثیت خازن خدمات انجام دی۔ ۱۹۴۸ء میں صدر منتخب ہوا۔ ۱۹۵۶ء تک رکن عاملہ رہا۔ ۵۶ - ۱۹۵۵ء میں بزم کے بہت سے سرگرم اراکین بسلسلہ ملازمت حیدرآباد سے باہر چلے گئے۔ مجھے بھی ریاست کی لسانی تقسیمات کا باعث بنی جانا پڑا وہاں کی مشینی زندگی نے میری زندگی کو صرف مطالعے کی حد تک محدود کر دیا۔ محکمہ معتمدی طبابت، حکومت مہاراشٹر کے مددگار کی حیثیت سے واپس حاصل کر کے حیدرآباد واپس ہونے کے

بعد میری شاعری کے دوسرے دور کا آغاز ہوا میں نے کلیم قادری کی بجائے محمود تخلص اختیار کر لیا

شعر و ادب کی انتظامی خدمت کا شوق جو لڑکپن اور جوانی میں رہا وہ اس دور میں کچھ زیادہ ہی ہو گیا۔ بفضل خدا "بزم اکبر" اور "بزم قادریہ" کے معتمد عمومی اور ادارہ ادب اسلامی کے خازن کی حیثیت سے خدمت انجام دے رہا ہوں۔ بزم "حکمت سخن" کا نائب صدر بھی ہوں۔

میرا کلام حیدر آباد کے اخبار سیاست، رہنمائے دکن، منصف، اردو اکیڈمی کے رسالہ "قومی زبان" شگوفہ، فنکار، شاداب کے علاوہ دہلی کے سہ روزہ "دعوت" اور رام پور کے ذکریٰ ڈائجسٹ، حجاب ڈائجسٹ، الحسانات ڈائجسٹ میں شائع ہوا کرتا ہے۔ آل انڈیا ریڈیو حیدر آباد کے مشاعروں "کلام شاعر اور صدائے ناتمام" کے علاوہ ٹی۔ وی پر بھی کلام پیش ہوا ہے۔ اس مجموعے میں حمد کے علاوہ نعتیں، مقبتیں، غزلیں قطعات موضوعاتی کلام اور متفرق اشعار شریک ہیں۔

مجموعے کی ترتیب و اشاعت کے لیے کئی ساتھی شعراء کا اصرار تھا۔ میرے لڑکپن کے ساتھی جناب سید برتریم۔ اے، ایم۔ ایڈ (سابق مہتمم تعلیمات) نے اس کی ترتیب کے لیے نہایت قابل قدر مشورے دیے جس کے لیے ان کا مشکور و ممنون ہوں۔ طباعت کے سلسلہ میں اپنے سب سے قریبی دوست جناب بو الفاروق شعور کے تعاون کا بھی مشکور ہوں۔ آخر میں خدائے بزرگ و برتر، رحمن و رحیم کا نہایت مجز و دب سے شکر ادا کرتے ہوئے عرض ہے۔

مدا کی دین ہے آٹا کی ہے نگاہ کرم دیار فکر کا محمود ہوں ایاز نہیں

محمود شریف محمود کی شاعری۔ ایک مختصر جائزہ

سید علی برتر محمد میری

یم۔ اے یم۔ ایڈ (سابق ڈی۔ ای۔ او)

جناب محمود شریف محمود میرے بچپن کے ساتھی ہیں، ہم دونوں ایک ہی جماعت کے طالب علم تھے۔ ہمارے مدارس الگ الگ تھے۔ میں چار گھاٹ ہائی اسکول میں پڑھتا تھا اور محمود دارالعلوم ہائی اسکول، طالب علم تھے۔ ہماری شاعریوں کے ابتداء کے احوال کے بارے میں کچھ گڑبگڑ ہے (بزم ادب، گوڑہ) میں لیس ہوتے جہاں ہماری ذہنی صلاحیتیں اور تقریری و تحریری کاوشیں ترقی کرتی تھیں۔ اس بزم، مشاعرے بھی ہوا کرتے تھے اور ہماری ابتدائی شعری کوششیں بھی ہمیں شروع ہوئیں۔ پھر ایک زمانہ آیا کہ محمود شریف محمود کو ملازمت کے سلسلہ میں ہمارا اثر اچانا پڑا۔ کچھ سال پہلے جب وہ وظیفہ حسن مست پر علمدہ ہوئے تو پھر حیدر آباد آ گئے۔ حیدر آباد آنے کے بعد انہوں نے نئے سرے سے شاعری کا آغاز اور چند ہی روز میں حیدر آباد کے ادبی اور شعری حلقوں میں کافی مشہور ہو گئے۔ محمود شریف محمود کی زیر شعری تخلیق جس کا نام انہوں نے ”پروازِ تحفیل“ رکھا ہے پڑھنے والوں سے ضرور خراج تحسین حاصل ہے۔

محمود شریف کے اس مجموعہ شعر میں حمد، نعتیں، مستقبس اور غزلیں ہیں۔ انہوں نے بعض بہت بے قطعیت بھی کہیں۔ آخر میں کچھ موضوعاتی کلام بھی نظموں کی شکل میں شامل کیا گیا ہے۔ میں اس مختصر صف میں ان کی شاعری کے کچھ محاسن آپ کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔

محمود شریف محمود نے محنت اور لگن سے اپنے اشعار کو اونچا اٹھانے اور معیاری بنانے کی پوری کوشش کی ہے چاہے نعت ہو یا غزل آپ ان کے اشعار سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ نعت میں بھی انہوں نے روایتی انداز سے الگ خوبصورت اشعار کہے ہیں۔ میں سب سے پہلے ان کے حمد نعت اور مستقبس کچھ اشعار پیش کروں گا۔

خیالِ خام کے بت ٹوٹ کر گرے دل سے
آتر جو دل میں گیا لا الہ الا اللہ
رکھے ہے قلب کو محمود یہ سدا روشن
ضیائے شانِ خدا لا الہ الا اللہ

سہاروں کا سہارا ہے خدا تو
مرا مولیٰ مرا مشکل کشا تو
وہاں تو پیاس نظروں کی بکھانا
یہاں نظروں سے پوشیدہ رہا تو
یہاں رُسوا وہاں برباد ہو گئے
نہ ہونا خالقِ عالم خفا تو

ہوئی جس سے تخلیق دونوں جہاں کی - ترا لفظ "کن" ہے ہمزور خدا:

ہوتی ہے کبھی اُسکی جو اک چشمِ کرم بھی
پل بھر میں سنور جاتے ہیں تقدیر کے خم بھی
لائی ہے دعا عرش سے رحمت بھی کرم بھی
ہو ساتھ اگر دل کی تڑپ ، دیدہ نم بھی
خود بڑھ کے چلا آتا ہے وہ چار قدم اور
ہم اُسکی طرف جائیں اگر ایک قدم بھی

غزلوں میں بھی حمد کے اشعار اشارۃً لانے میں محمود شریف محمود کو خاص ملکہ حاصل ہے۔ یہ دو شعر

اُسکے سنگِ در پہ اپنا سر جھکا

بھرائی کے در پہے وا ہوتے

یوں تو نظروں سے ہماری وہ نہاں ہوتی ہے
ہم جہاں جمائیں وہ چشمِ نگران ہوتی ہے

دل کی لگی یہ آپ کو کر دے کی کیا سے کیا
حسنِ ازل سے دل کو لگا کر تو دیکھیے
اُس کو خموشیوں کی زباں سے پکار کر
دل کی صدا سے سنا کر تو دیکھیے

نعت

محمود شریف محمود کی نعتوں میں اشعار کا انتخاب کافی مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ ان کا ہر شعر
ایک خاص وجدان لیے ہوئے ہوتا ہے۔ نمونے کے لیے چند شعر پیش ہیں۔
رہِ عمل میں جو روشن ہیں نقشِ پا اُنکے
ہر ایک نقشِ جہاں کے لیے مثالی ہے

قسمِ خدا کی خدا کا وہ ہو نہیں سکتا
وہ جس کا قلب ہی حُبِ نبی سے خالی ہے

دامنِ رحمت سے ان کے ہر کسی کو آس ہے
ایک دامنِ کرم اور عاصیوں کے سلسلے

آپ کو گر نہ بھیجتا ہم نہ خدا کو جلتے
اُسکے ہمامے درمیاں آپ کی ذاتِ پاک ہے

لیجائے گر مقدر ہم کو نبی کے در پر
بہتر ہیں چند لمحے برسوں کی زندگی سے

رہنا سیرتِ اقدس کو بنالے جو کوئی
وہ نہ بھگے گا کسی دشتِ پریشاں میں کبھی

اپنی زبانِ دل پہ تھا نامِ شہرِ ہدیٰ
سب حادثے پلٹ گئے آ آ کے سامنے

جو دعاء ان کے وسیلے سے نہیں مانگی گئی
عرشِ اعظم پر پہنچنے سے بہت مجبور ہے

گئے تو طاعت و الفت میں جاں لٹا کے گئے
نبیؐ سے جن کو محبت تھی نقدِ جاں کی طرح
ہے جس میں الفتِ محمود دو جہاں محمود
وہ دل چمن ہے مہکتا ہے گلستاں کی طرح

کھنٹا ہے جو قرآن کو حیاتِ طیبہ دیکھو
کچھ پاؤ گے کیا محمود قرآن صرف قرآن سے

اک ان کے وسیلے سے ملے گا ہمیں سب کچھ
پیدا تو کریں پہلے طلبگار کے انداز

اسوہ وہ شاہِ دیں کا بتاتا ہے یہ ہمیں
رحمت کو کیا پڑی ہے گنہ گار سے غرض
جب تک کہ دل کی آنکھ سے آسودہ ہو رواں

تھی روزِ ازل جسکی چمک عرشِ علیٰ پر
چمکا ہے وہی نور یہاں غارِ حرا سے

مالکِ ترے الطاف کی کچھ حد نہیں ہوگی مٹی جو مری موت کو طیبہ نگری دے
اند مجھے حوصلہ مدح نبی دے کہتا ہی رہوں رحمتِ عالم کے قصیدے

خود ہی بھٹک بھٹک کے اندھیروں میں گم ہوئے
ہٹ کر چلے جو نورِ خدا کی ڈگر سے دور

خدا کے نور کا ایسا ہے شاہکار کہاں کسی کے حُسنِ عمل میں ہے یہ بہار کہاں
ملا کسی کو خدائی پہ اختیار کہاں مرے رسولؐ کے جیسا خدا کا یار کہاں
بہارِ گلشنِ دل ہے تو ان کی یاد سے ہے نبیؐ کی یاد نہ مٹے تو پھر بہار کہاں

آٹھے جہاں سے تو محمودِ غلد میں ہونگے خدا کے نور سے جو لو لگائے بیٹھے ہیں

تہی دامن نہ لوٹے گی دعا عرشِ معلیٰ سے نبیؐ کا واسطہ دیکر خدا سے مدعا کیئے

ہر دعا کے ساتھ ہم نے اُن پہ بھیجا ہے درود ہر دعا کو انکی رحمت کا سہارا ہو گیا

جس کسی پر پڑ گئی اس نورِ پیکر کی نظر وہ جو ذرہ تھا چمک کر اک ستارہ ہو گیا

ملائیت نے دینِ محمدؐ کا راستہ کٹ تجھی سے بھول بھلیاں بنا دیا

کعبہ میں جو حجر ہے وہ کتنا ہے خوش نصیب

پھر اسکے بعد ہے تو درِ مصطفیٰؐ کا سنگ

جب اُن کی یاد سے نہ بندھے زندگی کی ڈور

اس زندگی کا حال ہے جیسے کئی پتنگ

طیبہ کی سمت اہلِ نظر دیکھتے رہے ذرّوں میں اُس کے شمس و قمر دیکھتے رہے

مکڑی کا غار پر وہ ہنر دیکھتے رہے

ترسٹھ برس جو شام و سحر دیکھتے رہے

سبھی کچھ ان کا ہے صدقہ محمد نام ہے جن کا
مرے آقا کا ہے روضہ، محمد نام ہے جن کا

اس زمین و آسمان کا ذکر کیا
کہکشاں کیا کہکشاں کا ذکر کیا

اللہ کو پتہ ہے بس ان کے مقام کا

کہتے ہیں لفظ خیر فقط اک بشر کے ساتھ

نبی کی وہ مثالی زندگی ہے

وہ محمد کی مصطفائی ہے
عرش اعظم تلک رسائی ہے
میرے آقا کی وہ چٹائی ہے

بتلا دیا خدا نے جو ان کا مقام ہے

زماں کی قید کہاں سرورِ زماں کے لیے

دشمن گئے جو ثور پہ ان کو نہ پاسکے

محمود ان کو وہ بھی سمجھ پا نہیں سکے

سبب تخلیق عالم کا محمد نام ہے جن کا
ہر اک لمحہ شفاعت کی جہاں خیرات ہٹی ہے

ہیں فرازِ عرش پر اُن کے قدم
کس قدر روشن ہیں اُن کے نقش پا

ان کا مقام حدِ تعین سے ہے پرے

ہر اک بشر بشر تو ہے خیر البشر نہیں

دکھاتی ہے رہِ خلد بریں جو

جکے صدقے میں سب خدائی ہے
ان کے نعلین کی نہ کچھ پوچھو
جس پہ شاہوں کے تخت ہیں قرباں

کلمے میں حق کے بعد محمد کا نام ہے

حدودِ وقت میں تھا ہر نبی کا دور مگر

بیں نواسے کو ہے پتہ رازِ درونِ عشق ہے جو کربلا کی بات

میکھو اک معجزہ ہے یہ بھی اُئی لقب ہے اسکا جو بحرِ آگہی ہے
وہ اپنے نبی سے الفت ایمان کی پختگی کو یہ ہر لازمی ہے
جاں ہے ذکرِ محمدی میں رستہ پہ انکے چلنا معراجِ زندگی ہے
ت محمود شاہ دیں نے خود اپنی زندگی کے ہر ایک عمل سے کی ہے

ماز گلوں کو نہیں رہا مہکا ہے جب چمن میں پسینہ رسولِ پاک
خالقِ اکبر نے یہ مقام کلمہ خدا کا آدھا ہے آدھا رسولِ پاک

چھپے تو دست و بازو تھے مرے تو دفن پہلو میں
نبی سے ہے انوکھا رابطہ صدیق اکبر کا

نہ ہو سب سے مکرم کیوں نہ ہو سب سے مفتخ کیوں
شہرِ بطحی کی اُمت میں وہ پہلا ابنِ آدم ہے

نہ ہی پیاسوں کے پاس جب وہ دور تھا عمر کا خلافتِ عمر کی تھی
ن کے پرچم کو ہر طرف اللہ کے کرم سے قیادتِ عمر کی تھی

صفحات پر محمود ہے جسکی سیاست کے افق پر وہ قمرِ فاروقِ اعظم تھے

ہم آئی بارہا اسلام کے یوں نمایاں اغنیاء میں حضرت عثمان تھے

درمیانِ اولیاء اور مصطفیٰ ہیں

آنکے در تک جانے پہنچا اولیا کا سلسلہ

کہاں سے لائے کوئی یہ سخاوت

دیئے ہیں راہِ خدا میں جگر کے ٹکڑے تک

تھی ساری زندگی ایسی کرامتِ غوث
گلے سے پھر لگا لینا ہے عادتِ غوث

سرمو بھی نہیں ہٹنا کبھی سنت کے رستہ سے
وہ گرتوں کو اٹھالینا انہیں اپنا بنالینا

تم چاند اولیا میں ہر اک
کردیں جو اذنِ حق سے غوثِ الو

یہ مختصر تعارف یا غوث ہے تمہارا
طوفاں میں ہو جو کشتی مل جائے گا کنارا

غزلیں

۱۔ تغزل

یہ دل لگی کی آگ یہ وارفتگی

سُسلگی تو یہ بجھی نہیں محمودؔ پھر کبھی

جب آگ لگی دل میں آنکھوں سے

تھا درد کا اک رشتہ اس آگ سے پانی کو

سہ سہ کے ستم ان کے ہنس ہنس کے وفا کرنا

دستورِ محبت ہے مرمر کے جیا کرنا

ذمہ مرا جو حشر سے بھیلے اٹھے نہ حشر

پر دا ہٹا کے سامنے آکر تو دیکھینے

پھول بستر کے بن گئے

تلخ یادوں نے چھین لیں نیندیں

توہینِ محبت ہیں مسلک میں محبت کے نظروں کی زباں سے بھی شکوے جو نکل جائیں

رسمِ الفت کی نہ پوچھو ہے یہ جاری ہر طرف کیا ہوا رسمِ وفا کو رہ گئی کیوں نام کی
پلکوں سے جو ڈھلکے عارض پر وہ درد کا مظہر ہوتا ہے
آسو جو سرِ شرکانِ ٹھیرے وہ غم کا سمندر ہوتا ہے
تاثرِ محبت کے صدقے تنویرِ محبت کے قرباں
جس سمت نگاہیں جاتی ہیں وہ حسن کا پیکر ہوتا ہے

اس سے بہتر کوئی محمود نہ مصرف ہوگا دولتِ دل ہے محبت پہ لٹا دی جائے

کبھی کچھ اک اسکے سوا بھول جاتا کہ محمودِ معراج الفت یہی ہے

تیغِ قاتل سے ہو بسمل یا وہ سولی پر چڑھے حقیقت کو محمود کیا پروا کسی انجام کی

پوچھتے ہو ہم پہ کیوں شیدا ہوئے آپ کیوں یہ مہسن سرتا پا ہوئے

یوں تو دنیا کی ہر ایک چیز خریدی ہے مگر پیار سچا کبھی دولت نے خریدا ہی نہیں

۱۱ مازک خیالی۔ مضمون آفرینی

ناپنا کیا ہے کسی چیز کی اونچائی کو دیکھنا ہے کہ ملے گا ہمیں سایا کتنا

دولت ملی ہے خوب مگر چھن گیا سکون سودا ہوا ضمیر کا جو بیچ کر دماغ

فلک بھی جتنکی بلندی پر ناز کرتا ہے زمیں پہ ایسے کئی خاکسار گذرے ہیں

جوڑ دے اپنے ہمزے جب کوئی پہنچی انہیں
بکھرے بکھرے ہیں جو تنگے آشیاں ہو جائیں گے

۱۱۱ نئے خیال - حسن تعلیل وغیرہ

صحرا کی تیز دھوپ میں تنہا نہیں ہوں میں کرنوں کے کاروان میں چلتا ہے آفتاب

آؤ مثالیں بیٹھ کے آپس کے اختلاف ڈالو نہ گھر کی بات کو باہر کے چار میں

برق گرتی ہے زمیں پر خاک میں ہوتی ہے گم
آگے اوروں کو جلا کر خود بھی ہو جاتی ہے خاک

سکڑ کر تیز ہو جاتے ہیں کانٹے بہار آتی ہے کانٹوں پر خزاں میں

کھا کے پتھر بھی جو ابنا جو مٹر دیتا ہے ہم اسی صبر کے پیکر کو شجر کہتے ہیں

۱۷ - محاورے - ضرب الامثال - ضمیر قبل الذکر

ان کا غرورِ حسن بھی نذرِ خزاں ہوا جب آب و تابِ حسن و جوانی ہوئی ہوا

دیکھ تو لیتے ہیں سب کچھ - کچھ سمجھ سکتے نہیں
آنکھ والوں کی بھی عقلوں پر جو پڑ جاتی ہے خاک

شرارتوں کا شجر ہی جو کاٹ کر رکھ دو رہے گا بانس ہی باقی نہ بانسری ہوگی

اب انکی نگاہوں میں کیا رنگ حیا ہوگا آنکھوں کا حسینوں کی جب مرہی گیا پانی

کیوں دوش دیں کسی کو گلہ کس سے کیا کریں
اہل دنیا سے صلے کی نہ توقع رکھنا
مانا نظر کو ان کے نظارے کی ہے طلب
پیشنا کیا فقط لکیروں کو
بات ہے جب کہ قریب آکے لبھائیں دل کو
آیا ہے اپنے سامنے اپنا لیا دیا
کر کے نیکی کسی دریا میں بہادی جائے
ظرفِ نظر کو ٹھوک بھا کر تو دیکھیئے
وقت کا سانپ جب نکل جائے
دور رہ کر تو سبھی ڈھول سہانے ہونگے

۷ شعرو شاعری

شاعری میں گل و بلبل کے فسانے چھوڑو فکرِ محمود مسائل کے حوالے کردو

جب گلے کے زور پر ہو شاعری فکر کا فن کا زباں کا ذکر کیا

۷۱ زندگی کی حقیقتیں اور واقعہ نگاری

سو سایہ دار ہے محمود اور غمزدہ بھی اُسی درخت کو پتھر ستائے جاتے ہیں

لوریاں دے دے کے پھولوں پر سلاتی ہے کبھی - زندگی کانٹوں کے بستر پر رلاتی ہے کبھی

چند سانپوں کے سوا محمود یہ کچھ بھی نہیں اپنا مقصد آپ ہی جب بھول جائے زندگی

دو پل کے لئے مسکالینا ہنس ہنس کے ذرا اِترا لینا
پھر دھوپ میں چمنا مر جھانا ہر گل کا مقدر ہوتا ہے

مال تو مال ، نہیں جاں بھی ہماری اپنی زندگی قرض ہے اور موت تقاضائی ہے

ہوئی جو شام تو تابندگی کہاں ہوگی رہے گا نیرِ تاباں بھی ضوفشاں کب تک

نہیں محمود یہ پھولوں سے خالی یہ مانا زندگی کانٹوں بھری ہے

ذرا سی ڈھیل دے کر پھر سزا قدرت ہی دیتی ہے
جو مجرم کو عدالت سے سزا ہونے نہیں پاتی

زندگی لگتی ہے صدیوں کی مسافت لیکن کہنے والے اسے دو دن کا سفر کہتے ہیں
خلوص و مہر و محبت کی اب نہ کچھ پوچھو دلوں میں فاصلے ہاتھوں میں ہاتھ ہوتے ہیں

VII دنیا

بدلے ہوئے مزاجِ جہاں کا یہ حال ہے زخمی ہوا خلوص وفا پائمال ہے

حقیقت کی دنیا میں کلٹنے زیادہ گلوں سے بھری ہے فسانوں کی دنیا

لالِ دنیا سے صلہ کی نہ توقع رکھنا کر کے نیکی کسی دریا میں بہادی جائے

درد و آلام و مصائب سچ بھری ہے دنیا کیسے اس دور میں چھینے کی دعا دی جائے

کائناتوں میں جو بے خطر گئے ہم دامن کو گلوں سے بھر گئے ہم

دھڑکتا دل ہی تھا محمود زندگی کا نشان یہ دیکھ لاش بڑی ہے یہاں قرار کے بعد

حسنِ تدبیر کے شانے سے سنور جائے گی وقت و حالات کی یہ زلفِ پریشاں اک دن

غیر کی بے سادھیوں کا کیوں سہارا لیں کبھی
کھرائی کیا جو خود اپنے ہی بل بوتے نہیں

شوقِ منزل ہے تو پھر دھوپ میں چلنا ہوگا ہوں جو شعلے بھی تو شعلوں سے گذرنا ہوگا

جان جاتی ہے تو جائے نہ ہو پسا کوئی کشتیاں توڑ دو ساحل کے حوالے کر دو

پسینہ بن کے خوں مٹی میں جب شامل نہیں ہوتا
درختِ آرزو سے کوئی پھل حاصل نہیں ہوتا
لگائے جاتا ہے پھر وقت ٹھوکریں بھی انہیں
جو ہوشیار نہ ہوں وقت کی پکار کے بعد

IX مسائلِ حاضرہ۔ سماجی

تفرقہ، پھوٹ، تعصب یہ فسادوں کا چلن ان سے بڑھ کر کوئی تہذیب کے ناسور نہیں

جس سے کردار کی دولت ہی سنبھالی نہ گئی قوم وہ قعرِ مذلت سے نکالی نہ گئی

علم کی روشنی پھیلی ہے زمانہ میں مگر تنگ حالی نہ گئی ، پست خیالی نہ گئی

وہ خلوص و دردِ دل انسانیت پاس وفا
کیا خبر تھی سب کے سب اک داستاں ہو جائیں گے

توڑ دیتی ہے خون کے رشتے وہ سفیدی جو آبِ ہو میں ہے

دردِ دل انسانیت پاس وفا کم سے کم ہوتے گئے عتقا ہوئے

گل برسے ہیں ان کے ہونٹوں سے جن کے سینوں میں ہیں بھرے کانٹے

اس طور سے بدلا ہے اب رنگِ زمانے کا کانٹوں سے وفا کرنا پھولوں سے دغا کرنا

سب کے چہروں پہ تبسم کی لکیریں ہیں بہاں دل کی پوچھو نہ مگر ، دل کوئی مسرور نہیں

ہو اگر نذرِ غزاں تیرا گلستاں غم نہ کھا لوٹ کر پھر آئے گی فصلِ بہاراں غم نہ کھا

جانے کس قبرِ مذلت میں گرے گی نسلِ نو دن بدن اخلاق کا معیار ہے گرتا ہوا

غم کی فطرت ہے کہ گھبراؤ تو بڑھ جاتا ہے غم
سر پہ آئیں غم کے طوفانوں پہ طوفانِ غم نہ کھا

دیباہِ ہند میں معصوم دہانوں کے لئے نہیں گی قتل کا سامان شادیاں کب تک

زور نہ دیں جو منہ مانگا کوئی بر نہیں ملتا زندگی کے ساتھی کو لڑکیاں ترستی ہیں

X مسائل حاضرہ۔ سیاست قومی و بین الاقوامی

بدلتے وقت نے رگن رگن کے انتقام لیے ہوا زوال جو ظالم کا اقتدار کے بعد

اڑتے تھے اقتدار کی ادھنی ہوا میں جو اک پل میں گر گئے جو دغا دے گئی ہوا

برائے نام ہے قوموں کی انجمن اب تو سلامتی کا ادارہ ہی خود سنگمر ہے

سلامتی کا ادارہ ہی جب سنگمر ہو کہاں سکون کہاں امن و آشتی ہوگی

نہ تھا یہ حال سیاست کا دور ماضی میں کبھی نہ تھی یہ شرافت سے اتنی بیگانا
جہانِ نو میں سیاست اسی کو کہتے ہیں ادھر سے آگ بجھانا ادھر سے سلگانا

کشف کش کرسیوں کی رہبروں میں ابو جنتا کا سرکوں پر رواں ہے
سکون زندگی کہتے ہیں جس کو کہاں ہے وہ کہاں ہے وہ کہاں ہے

زہر آمیز یہ فضا کیا ہے ہر جگہ شر یہ ماجرا کیا ہے
ہر طرف آگ ہر طرف شعلے دورِ حاضر تجھے ہوا کیا ہے

سکتی امن کی جو فاختہ ہے ہوس کے تیرنے زنجی کیا ہے

وہ جس پر ناز تھا محمود ہم کو ارے کیا یہ وہی جنت نشاں ہے

ہم لوں کے ہیں لباس جو خاروں کے زہب تن محمود کیا تمیز ہو اب گل میں خار میں

XI مذہبی مضامین

عبادت جب ہماری بے ریا ہونے نہیں پاتی
ازل کے نور کی دل میں ضیاء ہونے نہیں پاتی

جہدِ عہم کرو دعا مانگو بیٹھے بیٹھے فقط دعا کیا ہے

اسکی مرضی یہی ہوگی یہی منشا ہوگا یہ سمجھ کر ہمیں ہر حال میں جینا ہوگا

حق پرستوں کا یہی محمود شیوہ ہے کہ بس جھوٹ ناحق ناروا باتوں سے سمجھوتے نہیں

بچے جو آنکھ سے پانی تو دل کرے گا وضو طے گی لذتِ سجدہ نہ اس وضو کے سوا

لے کر چلے جو ہاتھ میں روشن کتابِ حق اسلاف نے جہاں کو بدل کر دکھا دیا
اب بھی وہی دمک ہے وہی روشنی مگر اندھوں کے پاس ہے یہ چمکتا ہوا دیا

لگاتے ہیں اک چہرہ تقدس کا تو چہرے پر

فرائض کی "الف" "ب" تک ادا ہونے نہیں پاتی

XII مستغرق مضامین

خاک پر دہنا ہے اس کو خاک میں جانا اسے
پیکرِ فلکی کی ایسی داعی ساتھی ہے خاک

ان کے ہاتھوں ہی سے لٹھا کئے کلنئے اکثر پھول جو راہ محبت میں بچھانے آئے
ہوش والے تو چلے ترخ پہ ہواؤں سے مگر رُخ ہواؤں کا بدلنے کو دوانے آئے

ہم ہیں کیا دنیا ہے کیا اب تک سمجھ پائے نہ ہم
اتنی نادانی پہ ہم کو زُعر دانائی بھی ہے

کبھی موتی بھی کچھ جن لے مطالب کے سمندر سے
تری تنقید اے ناقد فقط طرزِ بیاں تک ہے

علم و فن نہیں آتا جب تلک قرینے کا حوصلہ نہیں ہوتا سر اٹھاکے چینے کا

بے فیض ہیں گل سینکڑوں خوشبو نہیں جن میں
ہوں گر یہ مہک دار تو دو چار بہت ہیں

نظر ملا کے ہوا یا نظر چڑا کے ہوا خوشیوں سے ہوا یا کہ لب ہلا کے ہوا
وہ دور جا کے ہوا یا قریب آ کے ہوا ستم ہمیں کو نشانہ بنا بنا کے ہوا

جاری رہیں گے ٹھاٹھ امارت کے عمر بھر غربت رہے گی بے سرو ساماں تمام عمر

جو دیکھو میری ہستی کو میں ایک ذرہ ہوں بے مایہ
نہ پوچھو میری ہستی کی زمیں سے آسماں تک ہے

اب ہیں خلوص ، پیار ، محبت ، وفا کہاں دولت کے آگے دل بے یہاں کس شمار میں

قامت حرص کو چادر کوئی کافی نہ ہوئی پیاس اسکی جو بچھاوے کوئی دریا ہی نہیں

جو پڑوسی کے لئے آپ نے سلگائی تھی یہ وہی آگ ہے جو آپکے گھر آئی ہے

خاک ہو جانے کو ہے سارا چمن اک ہمارے آشیاں کا ذکر کیا

اشعار کے انتخاب کے بعد مجھے ذرہ برابر بھی اس کا خوف نہیں کہ

۴ شعروں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے

کیونکہ مجھے یقین ہے میں نے جو اشعار منتخب کئے ہیں وہ آپ کے لیے بھی ضرور پسندیدہ ہونگے اس کے علاوہ صحیح معنی میں یہ انتخاب نہیں ہے کیونکہ یہ صرف چند اشعار ہیں جو محمود شریف محمود کے فکر و فن کو پیش کرنے کے لئے نمونہ کے طور پر لکھے گئے ہیں ورنہ صحیح بات تو یہ ہے کہ محمود شریف کی غزل کا ہر شعر ایک خاص معنویت رکھتا ہے جس کو پڑھنے کے بعد آپ کو اس کا صحیح اندازہ ہوگا۔

اس مجموعہء کلام میں آپ کو محمود شریف کی چند نظمیں بھی ملیں گی جو موجودہ دور کی سیاست و معاشرت سے متعلق ہیں۔ امید ہے آپ ان کو بھی بہت پسند کریں گے۔

محمد علی حورسار کی

سید علی برتر خوند میری

۱۱/ ستمبر ۱۹۹۴

حمد باری تعالیٰ

بنائے صدق و صفا لا الہ الا اللہ
 خیالِ خام کے بُت ٹوٹ کر گرے دل سے
 بدنِ بلال کا کوڑوں سے شق ہوا لیکن
 ترے کرم سے عطا ہو مجھے مرے مولا
 ہے یہ ازل کی صدا لا الہ الا اللہ
 اُتر جو دل میں گیا لا الہ الا اللہ
 زباں پہ ان کی رہا لا الہ الا اللہ
 زباں پہ وقتِ قضا لا الہ الا اللہ
 رکھے ہے قلب کو محمود کے سدا روشن
 ضیائے شانِ خدا لا الہ الا اللہ

سہاروں کا سہارا ہے خدا تو
 احاطہ ہو تری ہستی کا کیسے
 وہاں تو پیاس نظروں کی بجھانا
 یہاں رُسا وہاں برباد ہونگے
 مرا مولا مرا مشکل کشا تو
 تعین کی حدوں سے ماورئی تو
 یہاں نظروں سے پوشیدہ رہا تو
 نہ ہونا خالقِ عالم خفا تو
 کرمِ محمود پر کردے ذرا تو
 تصدق میں ترے بدرالدینی کے

(O)

کوئی تجھ سے بہتر نہ برتر خدایا
 تری راہ میں جو کٹا سر خدایا
 ہوئی جس سے تخلیق دونوں جہاں کی
 تری چشمِ رحمت ہوئی جس کسی پر
 فقط تیری رسی کو تھامے رہوں میں
 کسی زورِ باطل سے میں ڈر نہ جاؤں
 یہ محمود محتاجِ چشمِ کرم ہے
 کہاں ہے کوئی تیرا ہمسر خدایا
 تو چکا ہے اس کا مقدر خدایا
 ترا لفظ کُن ہے ہمزور خدایا
 وہ قطرہ ہوا اک سمندر خدایا
 نہ کرنا کبھی مجھ کو در در خدایا
 رہے دل میں بس اک ترا ڈر خدایا
 کرم کر کرم کر کرم کر خدایا

دو شعر

ہر طرف ہے کارِ فرما قدرتِ پروردگار
 بسکی کتنی نعمتوں کا شکر ہو ہم سے ادا
 پتے پتے سے عیاں ہے عظمتِ پروردگار
 آتی جاتی سانس ہے خود نعمتِ پروردگار

ایک شعر

جو طوفانوں میں گھر جائے تجھی کو یاد کرتا ہے
 بظاہر جو دلِ ناداں ترا قائل نہیں ہوتا

نعت

بڑا سب سے بڑا ، احسانِ خدا کا جہاں میں آمدِ خیرالبشر ہے

ہے ان کا روپ انوکھا ادا نرالی ہے
 رہِ عمل میں جو روشن ہیں نقشِ پا انکے
 مریے رسول کی کیسی یہ خوش جمالی ہے
 ہر ایک نقشِ جہاں کے لئے مثالی ہے
 مزاجِ رحمتِ عالم بھی کیا جمالی ہے
 خدا کے پھول ہی ان کے لبوں پہ کھلتے ہیں
 احد کے بعد ہی احمد کی شان عالی ہے
 خدا بھی ایک محمد کی ذات بھی یکتا
 وہ جسکا قلب ہی حُبِ نبی سے خالی ہے
 قسم خدا کی خدا کا وہ ہو نہیں سکتا
 مریے رسول ہیں محمود شافعِ محشر
 اک ان کی چشمِ کرم کا ہر اک سوالی ہے

دو شعر

ہیں فرازِ عرش پر اُن کے قدم
 اس زمین کا آسمان کا ذکر کیا
 کس قدر روشن ہیں اُن کے نقشِ پا
 بہکشاں کیا بہکشاں کا ذکر کیا

(۰)

بعد از خدا ہے بہتر عالم میں جو بھی سے
بہتر ہیں چند لمحے برسوں کی زندگی سے
روشن خدا کا گھر ہے نورِ محمدی سے
بُوبکر سے عمر سے ، عثمان سے ، علی سے
کہتا ہوں نعتِ احمدؐ ، محمود شاعری سے

اُف رے ہماری قسمت ، نسبت ہے اُس نبی سے
لے جائے گر مقدر ہم کو نبی کے در پر
جلتی ہے شمع دل میں اب یادِ مصطفیٰ کی
احمدؐ کا فیضِ صحبت پوچھے تو کوئی پوچھے
فصلِ خدا کی چادر سایہ فگن ہے مجھ پر

(۰)

سارے جہاں کا حسن اتارا رسولؐ کا
اپنا لیا ہے جس نے بھی اسوا رسولؐ کا
ہکا ہے جب چمن میں پسینا رسولؐ کا
کلمہ خدا کا آدھا ہے آدھا رسولؐ کا
جن پر کرم ہوا ہے ذرا سا رسولؐ کا

دریائے نور حق ہے سراپا رسولؐ کا
عاشق وہی ہے ، ہے وہی شیدا رسولؐ کا
خوشبو پہ اپنی ناز گلوں کو نہیں رہا
بخشا ہے ان کو خالقِ اکبر نے یہ مقام
دونوں جہاں میں ہیں وہی محمود سرفراز

(O)

جب تک نہ ہو سہارا اللہ کے کرم کا
 الفت کا اُن کی طوفاں سینے میں موجزن ہو
 ممکن نہیں ہے چلنا قرطاس پر قلم کا
 آساں تبھی ہے کہنا مدحِ شہِ ام کا
 ہر شے کا ہر نظارہ بس اُنکے دم قدم کا
 ہو درد کا مداوا ، درماں ہو رنج و غم کا
 جیسے کہ فاصلہ ہو دنیا سے اک قدم کا
 پل بھر میں ایسے پہنچے عرشِ بریں پہ آقا

جس دن کہیں گے آقا ، محمود تو بھی آہا
 ہوجائے گا سویراُ فرقت کی شامِ غم کا

دو شعر

آپ کا نورِ حق نورِ مہینِ کبریا
 آپ کو گر نہ بھیجتا ، ہم نہ خدا کو جلتے
 دونوں جہاں میں صوفیاں آپکی ذاتِ پاک ہے
 اُسکے ہمارے درمیاں آپکی ذاتِ پاک ہے

(۱۰)

پھول کھل جائیں مرے گلشنِ ارباں میں کبھی
نورِ حق دیکھ لیا خاصہ خاصاں میں کبھی
ایسی عظمت تو نہ تھی تختِ سلیمان میں کبھی
فرق پایا نہ کوئی سیرت و قرآن میں کبھی
وہ نہ بھگے گا کسی دشتِ پریشاں میں کبھی
کی دعا اُنکے وسیلے سے جو طوفان میں کبھی

اُنکے محمود پسینے کے برابر ہو مہک
پھول ایسا نہ کھلا کوئی گلستاں میں کبھی

اڑ کے پہنچوں میں مدینے کے گلستاں میں کبھی
حق فقط نور، فقط نور، فقط نور ہے بس
میرے آقا کی چٹائی کو جو عظمت ہے ملی
اُنکے کردار پہ دشمن نے بھی ڈالی جو نظر
رہنا سیرتِ اقدس کو بنالے جو کوئی
خود بخود کھٹی اُمید کنارے پہ لگی

دو شعر

نبوت کے سرکار ہیں ماہِ کامل صحابہ کی دنیا ستاروں کی دنیا
وہ صدیق و عثمانؓ عترِ یا علی ہوں عروجِ تقدس ہے چاروں کی دنیا

(۰)

سبب تخلیق عالم کا محمدؐ نام ہے جنکا
 خدا کے بعد ہیں یکتا محمدؐ نام ہے جنکا
 خدا نے نور سے اپنے جو کھینچا انکے نقشے کو
 کبھی یسین کہا حق نے کبھی طہ کہا انکو
 ہے ترسٹھ سال تک دیکھا زمانے کی نگاہوں نے
 ہر اک لمحہ شفاعت کی جہاں خیرات بٹی ہے
 مری آٹا کا ہے روضا محمدؐ نام ہے جن کا
 ہر اک اعلا سے ہیں اعلا محمدؐ نام ہے جن کا
 ہیں نقش نور سرتا پا محمدؐ نام ہے جن کا
 لقب ان کو ملے کیا کیا محمدؐ نام ہے جن کا
 مگر انکو نہیں سمجھا محمدؐ نام ہے جن کا
 مرے آٹا کا ہے روضا محمدؐ نام ہے جن کا

بصیرت کی نظر محمودؑ جیسے مانگ خالق سے

نظر آئیں گے پھر آٹا محمدؐ نام ہے جن کا

دو شعر (معراج کے پس منظر میں)

جتنا ہوا ہے عرش پہ مہمان کا لحاظ

خالق کو تھا جو خاصہ خاصان کا لحاظ

اتنا ہوا کسی کا نہ ہوگا کسی کا پھر

ان کی برہنہ پائی گوارہ نہیں ہوئی

(۰)

اُسوہ صلی علی میں کس قدر تنویر ہے
 مرضی مولا کی مظہر کل حیات طیبہ
 نام پر انکے فدا کیونکر نہ ہوں سب امتی
 ہر طرف سے بارشیں صلوٰۃ کے پھولوں کی ہیں
 ان کا دامن تھام کر ہم سرخرو دنیا میں تھے
 مل گئی جس کو بھی انکے نقشِ پاکی روشنی
 وہ ہے محمود زمانہ صاحبِ تقدیر ہے
 خود کلامِ پاک جسکی بولتی تصویر ہے
 ہر عمل اک آیتِ قرآن کی تفسیر ہے
 نام جنکا ہر دعا میں باعثِ تاثیر ہے
 رحمتِ عالم کی ، دو عالم میں یہ توقیر ہے
 کیا بتائیں کس لئے اب شرمِ دامن گیر ہے
 مل گئی جس کو بھی انکے نقشِ پاکی روشنی
 وہ ہے محمود زمانہ صاحبِ تقدیر ہے

دو شعر

ذکرِ شاہِ دوسرا صلی علی جاری رہے
 فضلِ حق جاری رہے حق کی عطا جاری رہے
 سلسلہ در سلسلہ در سلسلہ جاری رہے
 شاہِ بطینی سے اگر اپنی وفا جاری رہے

(۵)

ہے چاند اُنکے نقشِ کفِ پا کے سامنے
 پہنچیں ملک بھی عرشِ بریں پر کہاں مجال
 اوروں کو جسکی ایک تہلی بھی تھی بہت
 دشمن ہزار سے بھی زیادہ تھے بدر میں
 اپنی زبانِ دل پہ تھا ، نامِ شہِ بدی
 راہِ نبیؐ پہ اپنے جو محمودؐ تھے عمل
 جھکتے نہ تھے یہ سرِ کبھی دنیا کے سامنے

دو شعر

گئے تو طاعت و الفت میں جاں لٹا کے گئے
 ہے جس میں الفتِ محمودؐ دو جہاں محمودؐ
 بے جن کو محبت تھی نقدِ جاں کی شرح
 وہ دل چن ہے ہسکتا ہے گستاخ کی شرح

(۵)

اک انکی یاد میں دنیا بھلائے بیٹھے ہیں
 قدم قدم پہ جہاں ہیں نبیؐ کے نقشِ قدم
 ہے انکے نقشِ قدم کی چمک تصور میں
 نبیؐ کی ذات سے ہے انتہا حقیقت ہے
 نبیؐ نے ہم سے کہا متحد رہو لیکن
 کتابِ حق جو نبیؐ نے عمل کی خاطر دی
 ہم حضورؐ پہ ہم سر جھکائے بیٹھے ہیں
 وہاں کی خاک کا سُرمہ لگائے بیٹھے ہیں
 ہم اپنے دل کا جہاں جگمگائے بیٹھے ہیں
 مگر جو درسِ عمل ہے بھلائے بیٹھے ہیں
 ہم اختلاف کے فتنے جگائے بیٹھے ہیں
 ہم اُسکو صرف تبرک بنائے بیٹھے ہیں
 اٹھے جہاں سے تو محمودِ خلد میں ہونگے
 خدا کے نور سے جو لو لگائے بیٹھے ہیں

دو شعر

ذکرِ سرکارؐ کیا کرے کوئی کس قلم کس زبان میں دم ہے
 چند لمحوں کی بات ہی کیا ہے ان کی مدحت کو زندگی کم ہے

(۱۷)

تمہیں قرآن میں یہ حکم دیتا ہے خدا کیسے
نبیؐ کا واسطہ دیکر خدا سے مدعا کیسے
درِ اقدس کے رستے کو ہمیشگی راستہ کیسے
وفا کہنا نہیں کافی ، وفا کی انتہا کیسے
ہے انکا مرتبہ بعد از خدا سب سے سوا کیسے

لبوں پر نام احمدؐ آگیا صلِّ علیہ کیسے
جہی دامن نہ لوٹے گی دعا عرشِ معلیٰ سے
شفاعت کی ضمانت ہے زیارت سبز گنبد بی
صحابہ کی وفا بھی کیا وفا تھی شاہِ بطحیٰ سے
جو کرنی ہو تمہیں محمودِ مدحت مختصر انکی

(۱۸)

قدرتِ خدا کی جیسے ہے نازاں ہیں شاہِ دیں
وجہِ نزولِ رحمتِ یزداں ہیں شاہِ دیں
دونوں جہاں کے درود کا درماں ہیں شاہِ دیں
حق کے چمن میں صبحِ بہاراں ہیں شاہِ دیں
رشکِ نگاہِ یوسفِ کنعاں ہیں شاہِ دیں

نورِ خدا کے مہرِ درخشاں ہیں شاہِ دیں
فخرِ رسل ہیں خاصہِ خاصاں ہیں شاہِ دیں
ختمِ الرُّسل انیسِ غریباں ہیں شاہِ دیں
آئے مرے نبیؐ تو گئی کفر کی خزاں
محمودؐ ان کے نقشِ کف پا ہیں بہکشاں

(O)

بعد از خدا ہے ذکر رسولِ انام کا
 اللہ کو پتہ ہے بس انکے مقام کا
 تاریخ میں جواب نہیں اس نظام کا
 جو واسطہ بنی ہے خدا کے پیام کا
 حاصل ہے بس یہی مری عمر تمام کا

برکت کے ہر مقام سے اونچے مقام کا
 ان کا مقام حدِ تعین سے ہے پرے
 سرکار نے دیا ہے مکمل نظامِ حق
 ہے ناطقہ کو ناز نبی کی زبان پر
 محمود نعت کہتا ہوں فضلِ خدا سے میں

(O)

جلوہ نور سراپا نظر آیا دل میں
 بات ایسی نہیں دیکھی تھی کسی عادل میں
 خود اُترتا نہیں اللہ اکیلا دل میں
 آل و اصحاب سے رکھتا ہے جو کینا دل میں
 ہم نے رکھا ہے یہ محمود ارادہ دل میں

جب بھی احساسِ عقیدت نے ہے جھانکا دل میں
 انکے انصاف کی چادر سے کہا اسود نے
 کلمہ حق میں محمدؐ کو لئے آتا ہے
 جامِ کوثر ہی طے گا نہ شفاعت اسکو
 اذنِ سرکار سے دیکھیں گے مدینہ اک دن

(۰)

تو دو جہان کا عظمت مدار اپنا ہے
 وہ کائنات کا پروردگار اپنا ہے
 تباہیوں کا یہ جو خار زار اپنا ہے
 نظر تڑپتی ہے دل بے قرار اپنا ہے
 مدینہ جہاں کہاں اختیار اپنا ہے
 نبیؐ کے نام سے نسبت وقار اپنا ہے
 وہ اُمتوں کا شفاعت مدار اپنا ہے

جو اسکی راہ پہ چلنا شعار اپنا ہے
 نبیؐ کے ہو گئے جب ہم تو کیا ہے یہ دنیا
 اک ان کی چشمِ حیات سے پھر چمن ہوگا
 بہارِ گلشنِ طیبہ کی اک جھلک دیکھیں
 اگر وہ چلائیں بلالیں گے ہم غریبوں کو
 بڑے بڑوں سے بڑے ہیں وہ ہر زمانے میں
 قوی امید ہے محمودؐ اپنی بخشش کی

دو شعر

ہیں فکر و عمل دونوں میں اختیار کے انداز
 پیدا تو کریں جیسے طلب کار کے انداز

کہنے کو تو امت میں ہیں سرکار کی لیکن
 اک ان کے وسیلے سے ملے گا ہمیں سب کچھ

(۰)

جو تا ابد رہے گی ہے زندگی نبیؐ کی
 اُسکو نہیں گوارہ افسردگی نبیؐ کی
 فرشِ زمیں پہ سونا تھی سادگی نبیؐ کی
 دیکھی کسی نظر نے کب برہی نبیؐ کی
 دکھلا دے شکلِ انور اک بار ہی نبیؐ کی

روزِ ازل سے پہلے تھی روشنی نبیؐ کی
 اللہ کی خوشی ہے ، ہر اک خوشی نبیؐ کی
 عرشِ بریں پہ جانا وہ شانِ تھی نبیؐ کی
 ہیں سرورِ دو عالم اک رحمت مجسم
 صدقے میں انکے مولا محمودؑ پر کرم کر

(۰)

ہے نورِ حق کے دین کو کردار سے غرض
 ہو جس کسی کو چاہتِ سرکار سے غرض
 رکھنا حدودِ دین میں سنسار سے غرض
 رحمت کو کیا پڑی ہے گنہ گار سے غرض
 بس اک رہے گی رحمتِ سرکار سے غرض

جُتے سے اُسکو ہے نہ تو دستار سے غرض
 رکھنی پڑے گی انکے جہیتوں سے چاہ بھی
 اُسوہ وہ شاہِ دین کا بتاتا ہے یہ ہمیں
 جنتِ کہ دل کی آنکھ سے آسودہ ہوں رواں
 محمودؑ اپنی قبر سے لٹھے ہی روزِ حشر

(۰)

صدیوں سے تعطر ہے مدینے کی ہوا میں
تاثیر بہاراں ہے جو خاک کف پا میں
لجے جو میر ہوں مدینے کی فضا میں
ہے کونسی خوبی جو نہیں شاہ ہدا میں
محمود دو عالم کا وسیلہ ہے دعا میں

گیو شہ بطحی کے جو ہکے تھے فضا میں
یرب کی زمیں ہو گئی گزارِ مدینہ
برسوں کی نہیں بات وہ صدیوں سے ہیں بڑھکر
سر تا بقدم حُسن تو نیکی بھی سراپا
محمود اثر لائے گی وہ عرشِ بریں سے

(۰)

نبیؐ سے لپنے محبت ہے واجبی کرنا
قدم قدم پہ ہے سنت کی پیروی کرنا
نبیؐ سے ہم کو جو الفت ہے واقعی کرنا
نہیں بلائ کی ممکن برابری کرنا
مجھے نصیب ہے مدح محمدیؐ کرنا

خدائے پاک کی لازم ہے بندگی کرنا
جو زندگانی ہے باطل کی ہے نفی کرنا
ہو ان کے تابع فرمانِ زندگی اپنی
کے مجال کرے کوئی ہمسر اُن کی
میں ہے نوا نہیں محمود خوش مقدر ہوں

(۱۰)

جسکے صدقے میں سب خدائی ہے وہ محمدؐ کی مصطفائی ہے
 کھینچ کر اپنے نقشِ اول کو اُسے نقاشِ خودِ فدائی ہے
 اُن کے نعلین کی نہ کچھ پوچھو عرشِ اعظمِ تلکِ رسائی ہے
 جس پہ شاہوں کے تخت ہیں قریاں میرے مولا کی وہ چٹائی ہے
 عرشِ اعظم کا ہے مکیں اس پر کیسی قسمتِ زمین لائی ہے
 شاہِ بطینی کو اپنی امت کی عرشِ اعلیٰ پہ یاد آئی ہے
 ذہنِ محمود کو رنگِ حق رسنے تب کہیں نعتِ رنگِ لائی ہے

دو شعر

حق پہ ہوگا وہ حق رسا ہوگا جو محمدؐ سے باوفا ہوگا
 اُن کی الفت اگر گئی دل سے دل سے ایمان بھی جدا ہوگا

(۵)

ایسے دشمن بھی دعاؤں سے نوازے جاتے
 اس بصارت سے وہ جلوے نہیں دیکھے جاتے
 ایسے سائل نہیں اللہ سے ملالے جاتے
 ہو کے رسوا کبھی بے موت نہ مارے جاتے
 سبز گنبد کو جو آنکھوں میں بسانے جاتے
 دم یہ سینے میں رکھا جاتا ہے ، جاتے جاتے
 ارضِ طیبہ سے جو واپس نہیں آنے ، جاتے

شاہِ بطحی پہ جو پتھر بھی تھے پھینکے جاتے
 ان کے جلووں کو بصیرت کی نظر سے دیکھو
 واسطہ دیں جو دعاؤں میں شبِ بطحی کا
 انکے نقشِ کفِ پا سے جو نہ چلتے ہٹ کر
 اپنی قسمت کا جن پھر سے ہرا ہو جاتا
 دمِ آخر بھی ہے دیدارِ نبی کی حسرت
 کتنے محمود ہیں دیکھو تو مُقدّر ان کے

دو شعر

توصیف کوئی کیسے کرے نورِ خدا کی
 ہے ادج پہ تقدیر مری طبعِ رسا کی

جب تک نہ ہو توفیق اُسے ربِّ علا کی
 کرتا ہوں جو محمود محمدؐ کی ثنا میں

(۵)

تصور ان کی عظمت کا کہاں ممکن ہے انساں سے
 کہ جن کی شانِ عالی مادرا ہے حدِ امکاں سے
 رہے گی سارے عالم میں قیمت تک ہبک اُس کی
 گل تر جو کہ ہبکا ہے ، مدینے کے گستاں سے
 ہمیشہ کھینے آئے ہیں موجوں کے قمیڑوں سے
 غلامانِ محمدؐ کیا ڈریں گے زورِ طوفاں سے
 بھٹا ہو جو قرآن کو حیاتِ طیبہ دیکھو
 کچھ پاؤ گے کیا محمود قرآن صرف قرآن سے

دو شعر

ہن و دل سے جو غلامِ احمدؐ مختار ہے
 اس غلامِ مصطفیٰ کا طائعِ بیدار ہے
 مدقِ دل سے حاضرِ دربارِ آقا جو ہوا
 اس جہاں میں اُس جہاں میں اُسکا میزا پار ہے

(۰)

کلمے میں حق کے بعد محمدؐ کا نام ہے بلا دیا خدا نے جو اُن کا مقام ہے
 کتنا وہ محتشم ہے وہ ذی احترام ہے بھیجا خدا نے جس پہ درود و سلام ہے
 اترا جو ان کی ذات پہ حق کا کلام ہے خود زندگی بھی انکی خدا کا پیام ہے
 جو مرے نبیؐ پہ اُسی کی ہے زندگی آئے جو اسکو موت حیاتِ دوام ہے
 جس نے لیا عمر سے خراجِ احترام کا ان کے غلام کا وہ بلالی مقام ہے
 جب نبیؐ کی مئے کو ذرا پی کے دیکھئے ہوگا وہ پھر نشہ کہ نشہ جسکا نام ہے
 خلقِ نبیؐ جو راہِ نبیؐ پر ہو گلزن اُسکے لئے پھر آتشِ دوزخ حرام ہے
 محمودِ دو جہاں کا جو محمود ہے مقام محمود اس میں شک ہے نہ کوئی کلام ہے

ایک شعر

’طائیت نے دینِ محمدؐ کا راستہ کُن کُن جُنتی سے بھول بھلیاں بنا دیا

(O)

یکتا ہے کائنات میں نورِ خدا کی بات
پتھر کی ہے لکیر جو شاہِ ہدیٰ کی بات
نکلی نہیں زباں سے کبھی بد دعا کی بات
رازِ درونِ عشق ہے جو کربلا کی بات
تھا نامِ حق زباں پہ رسولِ خدا کی بات
کہتے رہے بلالِ نبیؐ سے وفا کی بات
سورج کہاں لائے گا شمس الضحیٰ کی بات

جو۔ دو سخا کی بات وہ شانِ عطا کی بات
کس کی مجال ہے کہ مٹا دے اسے کبھی
پتھر چلے جو ان پہ تو بخشے دعا کے پھول
نانا ہی جلتے ہیں نوا سے کو ہے پتہ
کوڑے لگے تھے پیٹھ پر زخموں سے چور تھے
کرتے رہے ستم پہ ستم دشمنانِ دین
ہوتا نہیں غروب یہ اسکا ہے معجزہ

نورِ خدا کی ہوتی ہے محمودِ روشنی

ہوتی ہے جس مقام پہ بدر اللہجا کی بات

دو شعر

ہے سارا عالم انکے احسانوں کی بات
بھول بیٹھا ساری دنیا کے وہ میخانوں کی بات

فکر کو دی روشنی بخشا عمل کو حوصلہ
جامِ الفت انکے میخانے سے جتکو مل گیا

(۱۰)

جو ہے فکر و عمل سے مصطفیٰ کا
 ہر اک رخ سے جو ہے خیرِ مکمل
 چمک میں چاند تاروں سے ہے بہتر
 درودِ پاک سرکارِ دو عالم
 جو گستاخِ رسول کبریا ہے
 یقیناً مستحق ہے ہر سزا کا
 میں ادنیٰ ہوں مگر ہوں نعت گو میں
 عطا ہو مجھ کو دعا گاہ اک روا کا
 سخن محمود ہے محمود میرا
 کرم ہے مصطفیٰ صلّ علی کا

دو شعر

تصور میں مدینہ دیکھتا ہوں
 نظر اٹھتی ہے روضے سے فلک پر
 ہر اک ذرہ چمکتا دیکھتا ہوں
 تو میں جنت کا زینا دیکھتا ہوں

کسی کے پاس یہ نعمت نہیں تو پھر کیا ہے
 تجھے رسولؐ سے اُلفت نہیں تو پھر کیا ہے
 مرے رسولؐ کی تربت نہیں تو پھر کیا ہے
 رسولؐ پاک کی صحبت نہیں تو پھر کیا ہے
 شہِ ہدیٰ کی جو بعثت نہیں تو پھر کیا ہے
 یہ معجزے کی علامت نہیں تو پھر کیا ہے
 کمالِ شانِ شرافت نہیں تو پھر کیا ہے
 مری نجات کی صورت نہیں تو پھر کیا ہے

نبیؐ کے نام سے نہت نہیں تو پھر کیا ہے
 ہزار سر کو پٹک لے خدا کے آگے تو
 اک اور مرکزِ ایماں خدا کے گھر کے بعد
 وہ جیسے خاک کے ذروں کو کر دیا کُندن
 نزولِ رحمتِ خالق یہ سارے عالم پر
 لکیر چاند پہ گہری ہے دیکھ لو اب بھی
 عدو کی گالیاں سنکر اے دعا دینا
 مرے رسولؐ کی محمودِ چشمِ رحمت ہی

لازمی ہے ساتھ اسکے ہو محبت چار سے
 اس مرض کی لے دوا سرکار کے بیمار سے

اہل بیتِ شاہِ دیں پر جان قرباں ہو مگر
 اے زمانے روح کا بیمار ہے تو آہٹل

(۱۰)

تجسم نور جو ذاتِ نبی ہے
 وہی بعد از خدا ہیں سب سے پہلے
 یہ دنیا دنگ ہے صدیوں سے کتنی
 ہیں تاریخ جہاں میں سب سے اعلیٰ
 دکھاتی ہے رہِ خلدِ بریں جو
 مکینِ عرش ہیں فرشِ زمین پر
 بلاوِ روضہِ اقدس پہ آقا
 خدا ہوتے ہیں جو محمود ان پر
 اُسی سے دو جہاں میں روشنی ہے
 نبوتِ جنکی سب سے آخری ہے
 کہ اک آئی کی ایسی آگئی ہے
 زبانِ عصرِ حاضر بولتی ہے
 نبی کی وہ مثلِ زندگی ہے
 اک اُن کی شان ہے اک سادگی ہے
 کہ اب تو زندگی پر تولتی ہے
 انہی کی زندگی تو زندگی ہے

تین شعر

اس کی زبان سے خدا بولتا ہے
 تخلیل کی رفتار سے بھی سوا ہے
 سلام ان پہ ربِّ العلا بھیجتا ہے
 ساں کی صورت میں نورِ خدا ہے
 وہ پل بھر میں عرشِ بریں پر
 میرے محمود ، محمودِ رب ہیں

(O)

اللہ کے دلبر کا پیغمبرِ اعظم کا
اندازہ نہیں ممکن اس حُسن کے عالم کا
روحوں کے بھی زخموں پر جو کلم دے مرہم کا
کوئی بھی نہیں ثانی بُوکڑ سے ہمدم کا
رتبہ انھیں بخشا ہے اللہ کے ضیغ کا
پھر کیسے مداوا ہو درد و غمِ جہم کا
افلاکِ ترخم سے گرتی ہوئی شبنم کا

ثانی ہے کہاں کوئی اُس نورِ مجسم کا
دیکھی جو جھلک اُن کی حوریں ہوئیں شرمندہ
ہے ایسی مسیحائی اک نامِ محمدؐ کی
جو غار میں ساتھی تھے، رونے میں بھی ساتھی ہیں
تھا جتنی شجاعت کا ہر سمت رواں سکہ
بھولے وہ سبھی نسخے آقا نے جو بتلائے
آقا مرے دے دیجئے محمود کو اک قطرہ

دو شعر

یہ حقیقت جو نہ کچھ روح کا بیمار ہے
ہے وہ چلیہ بولب کا وہ فنا فی النار ہے

وہ ہیں شاہِ انبیاء نورِ خدا خیر البشر
لپٹے جیسا ہی بشر آقا کو کچھ جو کوئی



اصحابِ باکمال تھے خیر البشر کے ساتھ
 خیر البشر کی بات ہے خیر البشر کے ساتھ
 اُن کا کرم نہ ہو جو ہماری نظر کے ساتھ
 کہتے ہیں لفظِ خیر فقط اک بشر کے ساتھ
 قسمت کسی کی جز گئی جو اُن کے در کے ساتھ

تارے ہوں جس طرح کہ فلک پر قمر کے ساتھ
 حور و ملک میں ہے نہ وہ جن بشر میں ہے
 اپنی ہے کیا بساط کہ دیکھیں انہیں کبھی
 ہر اک بشر، بشر تو ہے خیر البشر نہیں
 در در ہوا نہ دہر میں محمود وہ کبھی



قدم قدم پہ ہے سنت کی پیروی کرنا
 نبی سے ہم کو جو اُلفت ہے واقعی کرنا
 یہ کیا ہے یاد انہیں بس کبھی کبھی کرنا
 نہیں بلائ کی ممکن برابری کرنا
 مجھے نصیب ہے مدحِ محمدی کرنا

جو زندگانی سے باطل کی ہے نفی کرنا
 ہو اُن کے تابعِ فرمانِ زندگی اپنی
 رہے نہ یادِ شبہ دیں سے دل کبھی خالی
 کسے مجال کرے کوئی ہماری اُن کی
 میں بے نوا نہیں محمود خوش مُقدّر ہوں

سراپا نور ہے مثلِ بشر ہے وہ دو عالم میں سب سے معتبر ہے
 سراسر خیر ہے ، خیر البشر ہے وہی خالق کا منظورِ نظر ہے
 نبی کے منہ سے نکلی بات جو بھی قیامت تک وہ نقش کا الجھڑ ہے
 بڑا سب سے بڑا احسانِ خدا کا جہاں میں آمدِ خیر البشر ہے

خدا کے فضل سے یہ نعت گوئی
 یہی محمود کا رختِ سفر ہے

(0)

ایا گل ازل وہ چمن کو نکھارنے پھیرے کئے ہیں جسکے صبا نے بہار نے
 بگڑے ہوئے جہان کی حالت سدھارنے کیا کچھ نہیں کیا ہے شہِ نامدار نے
 لکڑے کیا قمر کو تو پتھر کو دی زبان خالق کی کائنات کے اس شہریار نے
 سب انبیاء کو حسرت دیدارِ حق رہی دیکھا محمدیؐ نگہ تاب دار نے

شرودہ طے شفاعتِ آقا کا روزِ حشر

محمود در پہ جاتے جو دامنِ پیار نے

(O)

نسبت ہو جو سرکار کے نقش کف پا سے
چمکا ہے وہی نور یہاں غارِ حرا سے
چمکے گا جہاں تا بہ ابد اسکی ضیاء سے
یہ بچھ نہیں سکتا کسی طوفاں کی ہوا سے
اک چشمِ عنایت ہی بچالے گی سزا سے

بندے کو ملا دیتی ہے وہ اپنے خدا سے
تھی روزِ ازل جسکی چمک عرشِ علیٰ پر
چمکا ہے ، چمکتا ہے ، چمکتا ہی رہے گا
یہ دینِ خدا دینِ محمد کا دیا ہے
محمود کا کوئی بھی نہیں حشر میں آقا

(O)

وہ ہے بس اک آپکا طیبہ نگر یا مصطفیٰ
وہ تجسمِ نور ہو تم سرسبز یا مصطفیٰ
آگیا پھر اسکو چھینے کا ہنر یا مصطفیٰ
اس سے خود ڈرنے لگی نارِ محز یا مصطفیٰ
ہوں عطا اسکو بھی ایسے بال و پر یا مصطفیٰ

ذره ذره جسکا ہے رشکِ قمر یا مصطفیٰ
عرشِ والے دیکھکر جسکو ہوئے خیرہ نظر
آپکے نقشِ قدم پر جسکو چلنا آگیا
ہو گیا خلقت پہ بھاری آپکا جو ہو گیا
اُڑ کے پہنچے آپکی چوکھٹ پہ محمود آپکا

(۰)

نورِ حق جب اس جہاں میں آشکارا ہو گیا
 جو کوئی طاقت گزارِ شاہِ بطحی ہو گیا
 ہر دعا کیساتھ ہم نے ان پہ بھیجا ہے درود
 جس کسی پر پڑ گئی اس نورِ پیکر کی نظر
 پا گیا وہ دین و دنیا کی ہزاروں نعمتیں
 وہ نظرِ محمود ہے اس کا مقدر اوج پر
 جس نظر کو ان کی چوکھٹ کا نظارا ہو گیا
 کفر کے تاریک صحرا میں اجالا ہو گیا
 ہو گئی اسکی خدائی وہ خدا کا ہو گیا
 ہر دعا کو حق کی رحمت کا سہارا ہو گیا
 وہ جو ذرّہ تھا چمک کر اک ستارہ ہو گیا
 جس کسی پر بھی کرم اُن کا ذرا سا ہو گیا

دو شعر

صحابہ کی وفا بھی کیا وفا تھی وفا کو ناز ہے جن کی وفا پر
 سہارا قبر میں ہے روشنی کا پڑھو صلّٰی علیٰ نور الہدا پر

(O)

جب سوئے مدینہ چلتے ہیں ، ہر گام پہ رحمت ہوتی ہے

نظروں میں مسرت ہوتی ہے ، روحوں میں طراوت ہوتی ہے

اُس نُورِ خدا کی جس دل میں بھرپور محبت ہوتی ہے

ایمان لی دولت ہوتی ہے ، عرفان کی ثروت ہوتی ہے

خالق کا چہیتا ہوتا ہے ، سچا جو غلام سرور ہو

تاثیر زباں میں ہوتی ہے ، نظروں میں کرامت ہوتی ہے

صدیق و عَزَّ کے کیا کہنے ، ہیں پاس وہ اپنے آقا کے

جب حد سے زیادہ نسبت ہو ، اِس درجہ رفاقت ہوتی ہے

اللہ کی مرضی ہوتی ہے محمود محمدؐ کی مرضی

ہر قول و عمل سے آقا کے قرآن کی وضاحت ہوتی ہے

(۰)

باطل کی ظلمتوں میں تھاق کی کرن کا رنگ
 اُسکی دمک کو دیکھ کے چشم فلک تھی دنگ
 باطل کے قافیے کو کیا آکے جسے تنگ
 پھر اسکے بعد ہے تو درِ مصطفیٰ کا سنگ
 اس زندگی کا حال ہے جیسے کئی پتنگ
 ایماں کی تیخ کو کبھی لگتا نہیں ہے زنگ

آغوشِ آمنہ میں جو ننھا سا تھا وہ انگ
 جب نورِ حق وہ عرش سے اترا ہے فرش پر
 ہے اُن کی ذاتِ پاک پہ اتری کتابِ حق
 کہے پہ جو حجر ہے وہ کتنا ہے خوش نصیب
 جب اُنکی یاد سے نہ بندھے زندگی کی ڈور
 حبِ رسولؐ پاک جو محمودِ دل میں ہو

دو شعر

۲
 فز آدم سرورِ دیں خاصہ خاصا ہیں آپ
 مرکبِ رف رف کے تہنار اکبِ ذیباں ہیں آپ

ہر نبیؐ کا اپنا اپنا ہے خصوصی مرتبہ
 تھا سفرِ براق لہر تو ساتھ تھے روح الامیں

(۵)

کہا ہوگا خدا نے خود مرے دلدار پہنچے ہیں
 جہاں بھی جس جگہ بھی منبعِ انوار پہنچے ہیں
 کہ غلاقِ ازل کے اولیں شہکار پہنچے ہیں
 حسینِ روزِ اولِ حسن کے گزار پہنچے ہیں
 مرے سردار پہنچے ہیں، مرے سردار پہنچے ہیں
 وہاں نعلینِ پائے سید ابرار پہنچے ہیں
 ذرا تم بھی ادھر دیکھو مرے سرکار پہنچے ہیں

فرازِ عرشِ اعظم پر خدا کے یار پہنچے ہیں
 وہاں کا ذرہ ذرہ نورِ افشاں ہو گیا ہوگا
 فرشتہ صف بہ صف ٹھہر دسجھل کر بادب ٹھہر د
 غرورِ حسنِ حوروں کا پشیمایا ہو کے ٹوٹا ہے
 زباں پر ہر نبی کی بس یہی کلمہ رہا ہوگا
 تحویل بھی کسی کا جس جگہ پہنچا نہ پہنچے گا
 تو ہے محمود کسا اے فرشتو مجھ سے مت پوچھو

دو شعر

نفسِ اول کا انتخاب ہوا اُن کا بدرالجبی خطاب ہوا
 اُن کے الطاف کا شمار کہاں ہر کرم اُن کا بے حساب ہوا

(۰)

سر پر تھے تاجِ شاہِ رسولاں لئے ہوئے
 سینے میں اپنے حق کا دبستاں لئے ہوئے
 تاریکیوں میں مہرِ درخشاں لئے ہوئے
 وہ آمنہ کی گود چمکتی ہے دیکھئے
 سرکارِ دو جہاں کا ہے اک دامنِ کرم
 دربارِ شاہِ دیں میں ہو محمود کی طلب
 پھرے پہ حسنِ یوسفِ کنعاں لئے ہوئے
 اُسوے کے پھول گلشنِ قراں لئے ہوئے
 سرکارِ آئے رحمتِ یزداں لئے ہوئے
 حُسنِ ازل کی شمعِ فروزاں لئے ہوئے
 سب عاصیوں کے درد کا درماں لئے ہوئے
 گزرے ہے زندگی یہی ارماں لئے ہوئے

دو شعر

سید المرسلین احمدِ محبتی وہ ہیں شمسِ الضعی وہ ہیں بدرالدجا

خیر کی ابتدا ، خیر کی انتہا ، خیر ہی خیر ہے ذاتِ خیرالود
 رہبرِ انس و جہاں ہیں وہ نورالہدٰ ، فزعِ عالم ہیں وہ نازشِ انبیا

اُن کے رستے سے جو کوئی ہٹ کر چلا اس جہاں سے گیا اُس جہاں سے گیا

(۰)

دونوں جہاں میں جسکے قدموں کی روشنی ہے
 قدرت خدا کی دیکھو اک معجزہ ہے یہ بھی
 سچو جہان سے زیادہ اپنے نبی سے الفت
 اسکی ہے سب خدائی جو ہو چکا ہے اُنکا
 تسکینِ قلب و جہاں ہے ذکرِ محمدی میں
 قرآن کی وضاحت محمود شاہ دیں نے
 خود اپنی زندگی کے ہر اک عمل سے کی ہے
 ہے نور کا وہ پیکر کہنے کو آدمی ہے
 اُمّی لقب ہے اُسکا جو بحرِ آگہی ہے
 ایمان کی پختگی کو یہ امر لازمی ہے
 ہے جسکی سب خدائی پھر اُسکو کیا کمی
 رستے پہ ان کے چلنا معراجِ بندگی ہے

دو شعر

اللہ مجھے حوصلہ مرحِ نبی دے
 مالکِ ترے الطاف کی کچھ حد نہیں ہوگی
 کہتا ہی رہوں رحمتِ عالم کے قصیدے
 مٹی جو مری موت کو طیبہ نگری دے

منتقبت

نبی صدیق اکبر کے خدا صدیق اکبر کا
 زمیں پر عرش والے کی اطاعت کا اثر دیکھو
 نبی نے دی امامت خود انہیں اپنی نمازوں کی
 ہمیشہ سچ کہے جو بھی ، وہی صدیق اکبر کا ہوگا
 خدا کا ہو گیا ، جو ہو گیا صدیق اکبر کا
 ستارہ عرش اعظم پر گیا صدیق اکبر کا
 امامت کے لئے ثانی نہ تھا صدیق اکبر کا
 ہمیشہ سچ کہے جو بھی ، وہی صدیق اکبر کا ہوگا
 نبی سے ہے انوکھا رابطا صدیق اکبر کا
 جیسے تو دست و بازو تھے مرے تو دفن پہلو میں

نبی کی ذاتِ اقدس نے کیا محمود جب پردہ
 خلافت کا کھرا سکے چلا صدیق اکبر کا

دو شعر

خبر نبی کے نبی کے وہ پیش امام ہوئے
 کسی رسول کا ایسا ہے یارِ غار کہاں
 دیا نبی نے کسی کو یہ افتخار کہاں
 نہیں ہے کوئی بڑا جس سے انبیا کے سوا

(O)

وہ جسکی دوستی سارے صحابہ سے مقدم ہے۔ اُسے یوبکرؓ کہتے ہیں وہی صدیقِ اعظم ہے۔ نہ ہو سب سے مکرم کیوں نہ ہو سب سے مغن کیوں نہ ہو۔ شبہِ بطنی کی امت میں وہ پہلا ابنِ آدم ہے۔ خبرِ معراج کی سن کر کہا یوبکرؓ نے فوراً۔ نبیؐ کے منہ سے نکلی ہے، یقیناً باتِ محکم ہے۔ لقبِ صدیق کا بخشا اسی دم شاہِ بطنی نے۔ صداقت جس پہ نازاں ہے وہی صدیقِ اکرم ہے۔ عطا کر کے امامت بھی کیا ظاہرِ شبہ دیں نے۔ ہمارے بعد یارِ غاڑ ہی سب سے معظّم ہے۔ نبیؐ کے وہ صحابی ہیں نبی دانا ہیں انکے۔ اِدھر نسبت جو محکم ہے اِدھر رشتہ مکرم ہے۔ پہنچ پایا نہ میں ایشار میں صدیق کی حد تک۔ عمر نے خود یہ فرمایا، مجھے اس بات کا غم ہے

رہے جو غار کے ساتھی، ہیں ساتھی سبز گنبد میں
نبیؐ سے اس طرح محمود ان کا ربطِ عہد ہے

(O)

اپنی مثال آپ شجاعت عمر کی تھی
مومن وہ جب ہوئے تو بہ بانگِ دل ہوئے
سب دشمنانِ دین کو لٹکار کر چلے
دربارِ مصطفیٰ میں مکرم رہے ہیں وہ
ہرا گئی جو دین کے پرچم کو ہر طرف
جاتا کنواں تھا خود ہی پیاسوں کے پاس جب
لختِ جگر بھی اٹکا سزا سے نہ بچ سکا
روئے میں مصطفیٰ کے ملاتا ابد سکوں

لرزاں سبھی تھے جس سے وہ بیتِ عمر کی تھی
یہ تاب ، یہ جمال ، یہ ہمت عمر کی تھی
کس شان و افتخار کی ہجرت عمر کی تھی
غزوات میں بھی ساتھ شجاعت عمر کی تھی
اللہ کے کرم سے قیادت عمر کی تھی
وہ دور تھا عمر کا خلافت عمر کی تھی
معیارِ عدل تھی تو عدالت عمر کی تھی
کس اوج افتخار پہ نسبتِ عمر کی تھی

ان پر چلا جو دارِ خلافت کا تھا زوال
محمودِ اسطرح کی شہادتِ عمر کی تھی

دعائے سرور دیں گا شرفِ فاروقِ اعظم ہیں
 نبی کا بن کے سایہ ہیں تو بس صدیقِ اکبر ہیں
 کئی سو میل دوری سے صدا دے اپنی فوجوں کو
 پیر کو بھی جو دیتے ہیں سزا کوڑوں سے مرنے کی
 وہ جتنی رائے کو حاصل ہوئی تائیدِ ربانی
 کہاں ابلیس میں ہمت کہ انکا سامنا کر لے
 عطائے حق یقیناً سر بسر فاروقِ اعظم ہیں
 پھر اسکے بعد ہی نزدیک تر فاروقِ اعظم ہیں
 نہیں کوئی کہیں ایسا مگر فاروقِ اعظم ہیں
 عدالت کے دھنی ایسے پدرِ فاروقِ اعظم ہیں
 کہ آیت اتری جتنی بات پر فاروقِ اعظم ہیں
 اُدھر شیطان نہیں جاتا، جدمہ فاروقِ اعظم ہیں

چمک تاریخ کے صفحات پر محمود ہے جس کی
 سیاست کے فلک پر وہ قمرِ فاروقِ اعظم ہیں

دو شعر

کیا بتائیں کیا ہیں صدیق و عمر
 کس قدر قربت ہیں وہ پائے ہوئے
 ہر قدم پر مثلِ سایہ تھے جو ساتھ
 مر کے بھی محمود ہمسائے ہوئے

(O)

تھے معظم بر صحابہ دین حق کی جان تھے ان مکرم ہستیوں میں حضرت عثمانؓ تھے
 اک نمونہ تھے حیا کا مومنوں کے واسطے تھا حیا کو فرز جن پر جو حیا کی جان تھے
 اُن کی دولت کلام آئی بارہا اسلام کے یوں نمایاں اغیا میں حضرت عثمانؓ تھے
 دشمنوں نے جب ستیاہر طرف سے گھیر کر اُن دنوں عثمانؓ جیسے صبر کی چٹان تھے
 پھیر ڈالا رخ ہوا کا سرکنا کر آپ نے ورنہ آنے کو سیاست میں کئی طوفان تھے
 اُن کی رفعت اُن کی عظمت کیا کہیں محمود ہم
 وہ جو ذوالنورین کی رکھتے نرالی شان تھے

ایک شعر

صداقت ہو تو صدیقی ، عدالت ہو تو فاروقی

شجاعت زور حیدر کی ، حیا ہو طرز عثمانؓ سے

(0)

شہرِ علم دیں کا باب داخلہ ہیں بوتراب
درمیانِ اولیا اور مصطفیٰ ہیں بوتراب
دونوں عالم کی نظر میں مرتضیٰ ہیں بوتراب
معجزہ سرکار کا معجز نما ہیں بوتراب
اُنکے رستے پر چلو مشکل کشا ہیں بوتراب

حق پرست و حق نگر ہیں حق نما ہیں بوتراب
اُنکے در تک جا کے پہنچا اولیاء کا سلسلہ
ہیں پسندیدہ خدا کے وہ نبی کے منتخب
فصلِ حق سے فتحِ خیر ہو گئی حاصل انہیں
انہیں گھبرائیں گی اور مشکلیں ڈر جائیں گی

بو ترابی دل ہے کیا محمود ، ہے اک آئینہ
کنیہ پرور سے خفا ہیں ہاں خفا ہیں بوتراب

پانچ شعر

خدائی جان گئی خود سعادتِ حیدر
حقِ علمِ دین کا دریا خطابتِ حیدر
خلافتوں میں رہی ہے شراکتِ حیدر
کہاں سے لائے کوئی یہ سخاوتِ حیدر
غزائے دور جو لائی شہادتِ حیدر

خدا کے گھر میں ہوئی جب ولادتِ حیدر
جو شہرِ علمِ نبی تھے تو در علی اسکے
مشیرِ خاص تھے ہر پیشروِ خلیفہ کے
دیئے ہیں راہِ خدا میں جگر کے گوشے تک
ہمارے دورِ خلافتِ ملت کے آنہ سکی

(۵)

یہ مختصر تعارف یا غوثؒ ہے تمہارا
مانندِ شہرِ طیبہ لگتا ہے پیارا پیارا
طوفان میں ہو جو کشتی مل جائے گا کنار
صلیٰ علیٰ کا ہو کر وہ ہو گیا خدا کا
تقریرِ غوثِ اعظمؒ وحدتِ اتر تھی ایسی
شاہِ ولا کو دھوکا شیطان کیسے دیتا
ہر کلم بن گیا ہے محمود اس بشر کا
چشمِ کرم نے اُن کی جسکو دیا سہارا

دو شعر

ہر مو بھی نہیں ہٹتا کبھی سنت کے رستے سے
وہ گرتوں کو اٹھالینا انہیں اپنا بنالینا
قسی ساری زندگی ایسی کرامتِ غوثِ اعظمؒ کی
گلے سے پھر لگالینا ہے عادتِ غوثِ اعظمؒ کی

(O)

وہ حق کی رہگذر میں رہبر ہے انس و جاں کا
 سردارِ اولیا ہے ، خواجہ ہے خواجگان کا
 چمکا جو اس پہ تارہ عظمت کے آسماں کا
 بھکتا ہے جس جگہ سردی کے حکمراں کا
 خدشہ نہیں یہاں کا کھٹکا نہیں وہاں کا
 ہے بے بہا کرشمہ وحدت اثرِ زبان کا
 اسلام کے چمن میں ذی شان باغبان کا

وارث جو ہند میں ہے سرکارِ دو جہاں کا
 وہ میرِ کارواں ہے ولیوں کے کارواں کا
 آغوشِ ماہِ نوری کتنی ہے خوشِ مقدر
 حمیر کی زمیں ہے ہندالولی کا مسکن
 جب زندگی گزاریں خواجہ پیر کے ہو کر
 لاکھوں دلوں کو جس نے ایمان کی روشنی دی
 محمود شاہِ دین سے رتبہ ملا ہے انکو

دو شعر

دیارِ ہند میں حق کی ضیاء معین الدینؒ
 چمن میں آئے جو مثلِ صبا معین الدینؒ

سراجِ معرفت کبریا معین الدینؒ
 صدائقوں کے گلِ تر کھلے مہک اٹھے

غزلیں

فکرِ انساں کے چمن میں گل کھلاتی ہے غزل _____
 زندگی کے ساز پر نغمے سناتی ہے غزل _____

⑤

کتنے پھل دار تھے سایہ تھا گھنیرا کتنا ہتھوروں نے اُنہی پیڑوں کو ستایا کتنا
 آس کی ریت پہ قدموں کے نشاں ہیں اُسکے غم کے صحرا میں وہ گھوما ہے اکیلا کتنا
 ناپٹا کیا ہے کسی پیڑ کی اونچائی کو دیکھنا ہے کہ لے گا ہمیں سایا کتنا
 ہے جو اشعار میں ذکرِ رخِ روشن اُسکا محفلِ شعر میں پھیلا ہے اجالا کتنا
 آنکھ کھلتی ہی نہیں میند کے متوالوں کی وقت کے ہاتھ نے اُنکو ہے بھجھوڑا کتنا
 یوں تو محمودِ سجادت سے نظر ہے بفرہ کیا خبر ہے کہ عمارت کا ہے پایا کتنا

دو شعر

کیا جانے کہاں ہونگے کب تک وہ نہاں ہونگے ہم کو ہے یقین کامل اُکدن وہ عیاں ہونگے
 یہ سوچ کے صحرا میں ہر سمت بھٹکتے ہیں شاید وہ جہاں ہونگے ، شاید وہ وہاں ہونگے



زندگی سے اُلجھ گئے کانٹے
 ہیں روش پر نکمے ہوئے کانٹے
 اسکے ہیروں میں ہیں چھپے کانٹے
 جنگل سیٹوں میں ہیں بھرے کانٹے
 پھول دے کر سمیٹ لے کانٹے
 پھول ہسٹر کے بن گئے کانٹے
 دستِ غربت میں رہ گئے کانٹے

فکرِ انساں میں جب اُگے کانٹے
 اب چمن میں ہے نہ نئی اُلھن
 تاجِ شاہی میں ہے چمن کتنی
 گل برسے ہیں اُنکے ہونٹوں سے
 گر تو بچی خوشی کا طالب ہے
 تلخ یادوں نے چمن کی نیندیں
 گل تو دولت نے چن لئے محمود



چلے آؤ نئی محفل بھی ہے
 نظر پھر بھی تہی کو ڈھونڈتی ہے
 حقیقت سے جسے کچھ آگئی ہے
 یہ مانا زندگی کانٹوں بھری ہے

انوکھے طرز کی تابندگی ہے
 تجلیِ حسن کی چاروں طرف ہے
 وہ خود کو بے حقیقت جانتا ہے
 نہیں محمود یہ پھولوں سے خالی

(O)

یوں تو بساطِ فکر کا ہے تاجور دماغ
ملتی نہ کائنات میں عظمت اسے کبھی
ہے اک نقیبِ امن اگر پرسکوں رہے
بھٹکے نہ خواہشات کے جنگل میں زندگی
دولت ملی ہے خوب مگر چمن گھیا سکوں
اکثر جنونِ شوق سے ہارا مگر دماغ
اس ایک مشتِ خاک میں ہوتا نہ گر دماغ
شعلہ بنے فساد کا بھرکے اگر دماغ
سیدھی ڈگر ہی اسکو دکھائے اگر دماغ
سودا ہوا ضمیر کا جو بیج کر دماغ

محمودِ اقتدار کا نشہ وہ ہے کہ بس

دو گھونٹ پی لئے تو گیا عرش پر دماغ

قطعہ

نظر ملا کے ہوا یا نظر چرا کے ہوا
خوشیوں سے ہوا یا کہ لبِ بلا کے ہوا
وہ دور جا کے ہوا ، یا قریب آ کے ہوا
ستم ہمیں کو ، نشانہ بنا بنا کے ہوا

(۵)

وہ پر خلوص جو رہبر دکھائی دیتا ہے نقاب اٹھے تو سنگر دکھائی دیتا ہے
 ہمدھر بھی جائے نظر نفرتوں کے شعلے ہیں عجیب خوف کا منظر دکھائی دیتا ہے
 وہ جسکو چشم فلک نے کبھی نہ دیکھا تھا جہاں میں آج وہ منظر دکھائی دیتا ہے
 لگائے جاتے ہیں ٹھوکر اسے تغافل کی ہمارا دل انہیں پتھر دکھائی دیتا ہے
 وہ ایک حُسنِ مجسم اٹھا جو محفل سے غروبِ شمس کا منظر دکھائی دیتا ہے
 عمل کا آئینہ محمود گر مصفا ہو
 نصیب اس میں منور دکھائی دیتا ہے

دو شعر

یہ دورِ نور ہے جو خود غرضوں کا پیکر ہے ہمدھر بھی دیکھئے بربادیوں کا منظر ہے
 برائے نام ہے قوموں کی انجمن اب تو سلامتی کا ادارہ ہی خود سنگر ہے

(O)

جب خود ہی اپنی آگ میں جلتا ہے آفتاب
 پہنچے جو لاکھ اوج پہ ڈھلتا ہے آفتاب
 تیری نگاہِ ناز کے لطف و کرم کا فیض
 میری نظر میں جلوۂ جاناں ہے جلوہ گر
 صحرا کی تیز دھوپ میں تنہا نہیں ہوں میں
 کرنوں کے کاروان میں چلتا ہے آفتاب
 دنیا کی گودِ نور سے بھرتا ہے آفتاب
 کس کا سدا عروج پہ رہتا ہے آفتاب
 ذرے کے تیرہ بخت کو کرتا ہے آفتاب
 سورج مکھی کی آنکھ میں پھرتا ہے آفتاب
 کرہوں کے کاروان میں چلتا ہے آفتاب
 محمودِ مہتاب کے چہرے کو بھی ضیاء
 پرتو سے اپنے نور کے دیتا ہے آفتاب

ایک شعر

چند سانسوں کے سوا محمود یہ کچھ بھی نہیں
 اپنا مقصد آپ ہی جب بھول جاتی ہے حیات

(O)

اک ہجومِ درد ہے یادوں کی شہنائی بھی ہے

انجمن کی انجمن ہے لطفِ تہنائی بھی ہے

ہے وہ پردے میں مگر جلوے ہیں اسکے ہر طرف

پردہ داری میں یہ اسکی محفل آرائی بھی ہے

ہم ہیں کیا دنیا ہے کیا اب تک کچھ پائے نہ ہم

اتنی نادانی پہ ہم کو زعمِ دانائی بھی ہے

اب چلے آتے ہیں شعلوں کو بجھانے کے لئے

چپکے چپکے سے جہنوں نے آگ سلگائی بھی ہے

کیا مجالِ دشمنایا تھی ہم کو پہنچاتے ضرر

اس میں اپنے دوستوں کی کارفرمائی بھی ہے

چھوڑ کر محمود اُس کا در در در ہو گیا

بے وفا کا بے وفا ہے اُسپہ ہرجائی بھی ہے

ایک شعر

لوریاں دے دے کے پھولوں پر سُلاتی ہے کبھی

زندگی کانٹوں کے بستر پر رلاتی ہے کبھی

(O)

گلوں کو دے کے نیا اک نکھار گزرے ہیں
 چمن سے مثلِ نسیم بہار گزرے ہیں
 مہک رہی ہے فضاء گلیوؤں کی خوشبو سے
 ابھی ادھر سے وہ جانِ بہار گزرے ہیں
 فلک بھی جن کی بلندی پہ ناز کرتا ہے
 زمیں پہ ایسے کئی خاکسار گزرے ہیں
 کبھی تو خوں میں نہائے ہیں حق کے شیدائی
 کبھی وہ بنتے ہوئے سوئے دار گزرے ہیں
 ہمیں بھی آتا ہے موجوں سے کھیلنا محمود
 ہمارے سر سے تلاطم ہزار گزرے ہیں

دو شعر

نالوں کے نہ آہوں سے نہ فریاد و فغاں سے اخلاق و مروت نہ شرافت کی زبان سے
 محمود مرے دلیں میں جمہور کے شکوے سڑکوں پر سنے جاتے ہیں پتھروں کی زبان سے

(O)

جب زہر گھلے اسمیں لاتا ہے قضا پانی
 سب ہوش گنوا بیٹھے ، جس جس نے پیا پانی
 دیکھا تو سروں سے بھی اونچا تھا اٹھا پانی
 جب آگ لگی دل میں آنکھوں سے بہا پانی
 آنکھوں کا حسینوں کی جب مری گیا پانی
 اس درد کے منظر نے پانی کو کیا پانی
 صحرا میں چمکتا تھا
 پہنچا میں قریب اسکے ارماں پہ بہا پانی

شامل ہو جو اہل حق میں ہے آبِ بقا پانی
 دشمن ہے فرد کا یہ انگور کی بیٹی میں
 اک خوابِ تغافل سے جب آنکھ کھلی اپنی
 تھا درد کا اک رشتہ اس آگ سے پانی کو
 اب انکی نگاہوں میں کیا رنگِ حیا ہوگا
 اک پیاس کا دریا تھا دریا کے کنارے پر

دو شعر

مزل کا پتہ دے گی مزل کا نشان ہوگی
 موجوں کے تھپڑوں میں مزل کو رواں ہوگی

وہ کادشِ عہم جو باہم جواں ہوگی
 کشتی کی روش اپنی پروردہ طوفاں ہے

بفض و عناد و قبر کی فتنہ گری کی آگ
 جس نے مچائی دھوم تباہی کی ہر طرف
 ایوان امن و چین میں وحشت کا ہے دھواں
 ہر سمت آگ نراج ہے مجبوریوں کی تو
 مانند برف سرد ہے اکڑا ہوا بدن
 نازک کلاموں میں ہے وقتِ بحر کی اوس
 ہر سمت گلستاں میں ہے اک سنسنی کی آگ
 بازی گری ہوس کی ہے سوداگری کی آگ
 دیوار و در پہ دیکھئے دہشت گری کی آگ
 چارہ گردوں نے دی ہے یہ بے چارگی کی آگ
 جب بجھتے بجھتے بجھ ہی گئی زندگی کی آگ
 ہوتی ہے شعلہ خیز کبھی شاعری کی آگ
 تسلی تو یہ بجھی نہیں محمود پھر کبھی
 یہ دلی کی آگ یہ وارنگی کی آگ

ایک شعر

دل کا شیشہ بگنے رہ جائیگا اندھا آئینہ
 اک ذرا اس سے محبت کا جو پارہ جائے گا

(۱۰)

سیدھی چلی ہوا چلی الٹی کبھی ہوا
 جھونکے سے اپنے طرزِ گلستاں بدل گئی
 اڑتے تھے اقتدار کی اونچی ہوا میں جو
 ایسے لگا کہ چاند کے چہرے پہ ہے گھٹا
 دل میں غمِ فراق کے شعلے اٹھا گئی
 اُن کا غرورِ حسن بھی نذرِ خزاں ہوا
 تنکے چلے اُدھر کو ہمدرد کو چلی ہوا
 ہرا کے جب بھی وقت کے آنچل نے دی ہوا
 اک پل میں گر گئے جو دغا دے گئی ہوا
 زلفوں کو ان کے رخ پہ جو ہرا گئی ہوا
 بادل بدوش آتی جو بھگی ہوئی ہوا
 جب آب و تابِ حسن و جوانی ہوئی ہوا
 محمود پھول تھے نہ تو پتوں کے کچے نشان
 ایسا بھی گلستاں پہ ستم کر گئی ہوا

دو شعر

ہوں گر یہ مہک دار تو دو چار بہت ہیں
 عبرت کی نگاہوں کو یہ آثار بہت ہیں
 بے فیض ہیں گل سینکڑوں خوشبو نہیں جنمیں
 ویرانے یہ محلوں کے ہیں شاہوں کی یہ قبریں

(۵)

دُشِ عہم نے جا کر چاند پر چھانی ہے خاک
 چاند پر چاندی نہ سونا ہاں مگر پائی ہے خاک
 نِ گرتی ہے زمیں پر خاک میں ہوتی ہے گم
 آگ اوروں کو جلا کر خود بھی ہو جاتی ہے خاک
 یکھ تو لیتے ہیں سب کچھ ، کچھ سمجھ سکتے نہیں
 آنکھ والوں کی بھی عقلوں پر جو پڑ جاتی ہے خاک
 ریشیں رنج و الم کی کیا ڈرائیں گی اُسے
 درد کے صرا میں جس نے گھوم کر چھانی ہے خاک
 اک میں رہنا ہے اُسکو ، خاک میں جانا اسے
 پیکرِ خاکی کی ایسی 'داعی' ساتھی ہے خاک
 ا میں پھر محمود رہ جاتا ہے حسرت کا دھواں
 جب خوشی غم کی چٹا میں جل کے ہو جاتی ہے خاک

قطعہ

لٹ جاتے ہیں برگ و بار سارے نہیں ہوتا کوئی گلِ گلستاں میں
 لڑ کر تیز ہو جاتے ہیں کلنٹے بہارِ آتی ہے کانٹوں پر غزاں میں

(O)

جو اہل عشق ہیں وہ آزمائے جاتے ہیں

فرازِ دار پہ اکثر چڑھائے جاتے ہیں

کسی مقام پہ اہل جنون نہیں رکتے

سُلیگتے دشت میں رستہ بنائے جاتے ہیں

ہٹاکے کرب کے کانٹوں کو راہِ منزل سے

مسرتوں کے گلِ تر کھلائے جاتے ہیں

جنہوں نے خود تو کبھی آئینہ نہیں دیکھا

زمانے بھر کو وہ شیشہ دکھائے جاتے ہیں

جو سایہ دار ہے محمود ہے مژدور بھی

اُسی درخت کو پتھر ستائے جاتے ہیں

دو شعر

لومنا ، پیٹنا ، مارنا ، کاٹنا اُن کے دن رات کا مشغلہ بن گیا

بچ کے رہنا زمانے میں اشرار سے اب یہ کتنا بڑا مسئلہ بن گیا

(O)

یوں تو دنیا میں کئی دارا ہوئے اب کہاں ہیں وہ کہاں ہیں کیا ہوئے
 پوچھتے ہو، ہم پہ کیوں شیدا ہوئے آپ کیوں یہ حُسنِ سرتاپا ہوئے
 دردِ دل انسانیت پاسِ وفا کم سے کم ہوتے گئے عتقا ہوئے
 حق کا دامن ہم نہ چھوڑیں گے کبھی سینکڑوں دشمن بھی گر پیدا ہوئے
 اسکے سنگِ در پہ اپنا سر جھکا کلہرائی کے در پہ وا ہوئے
 پھول برساتے رہے محمود وہ
 جب کبھی کہنے پر آمادہ ہوئے

ترانے کم یہاں ماتم بہت ہیں جہاں رنگ و بو میں غم بہت ہیں
 لبوں پر گیت ہیں اونچے سروں میں دلوں کے سُر مگر مدہم بہت ہیں
 فرازِ دار پر پہنچے ہیں اکثر وفا کی راہ میں جو کم بہت ہیں
 فراوانی بہت ہے قاتلوں کی مسیحا اس جہاں میں کم بہت ہیں
 غموں کا ہو ہمیں محمود کیا غم
 بچنے کو غموں سے ہم بہت ہیں

(O)

رتس سے کردار کی دولت ہی سنبھالی نہ گئی
 قوم وہ قعرِ مذلت سے نکالی نہ گئی
 علم کی روشنی پھیلی ہے زمانے میں مگر
 تنگ حالی نہ گئی ، پست خیالی نہ گئی
 زندگی بارگراں ہے نہ مصائب سے مبری
 اپنے ہاتھوں سے اگر بوجھ بنالی نہ گئی
 آہِ مظلوم نہ لوٹی رتھی دامن تو کبھی
 دل کی فریاد کبھی عرش سے مالی نہ گئی
 نورِ ایمان سے جو محمود منور نہ ہوا
 ایسے انسان کی کبھی غام خیالی نہ گئی

تمین شعر

حقیقت کی دنیا میں کانٹے زیادہ گلوں سے بھری ہے فسانوں کی دنیا
 غریبی کا عالم اندھیرا اندھیرا درخشاں درخشاں امیروں کی دنیا
 یہ دنیا ہے محمودِ سیماہِ فطرت ہے پُل پُل بدلتے نظاروں کی دنیا

(۵)

اُسکی مرضی بھی ہوگی یہی خفاء ہوگا یہ کچھ کر ہمیں ہر حال میں جینا ہوگا
 حقوق منزل ہو تو پھر دھوپ میں چلنا ہوگا ہوں جو شعلے بھی تو شعلوں سے گزرنا ہوگا
 دشت تاریک میں ہر سمت بھٹکتی ہوگی زندگی میں جو نہ چھینے کا سلیقہ ہوگا
 کشیدہ تیغِ ستم ہے یہ جواں لاش یہاں اُسکی ماں نے اسے کس چاؤ سے پالا ہوگا
 خیر کے نور سے ہمگمگ یہ کرے گی دنیا
 جب بھی محمود یہاں سبز اجالا ہوگا

(۵)

یوں تو نظروں سے ہماری وہ نہیں ہوتی ہے ہم جہاں جاسیں وہ چشمِ نگران ہوتی ہے
 زندگی وقت کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر آج ہنستی ہے تو کل نوحہ کُناں ہوتی ہے
 طعنہ زن ہو تو کلیجے کو یہ چھلنی کر دے در نہ مرم بھی یہ دنیا کی زبان ہوتی ہے
 کوئی شیشہ بھی جو ٹوٹے تو چھنک کر ٹوٹے دل جو ٹوٹے بھی تو آواز کہاں ہوتی ہے
 وہ جوانی جو نہ ہو جوشِ جنوں کی پیر
 وہ تو محمودِ جوانی ہی کہاں ہوتی ہے

(۵)

نہیں مراد کوئی میری آرزو کے سوا کوئی تلاش نہیں میری جستجو کے سوا
 ہے جو آنکھ سے پانی تو دل کریگا وضو طے گی لذتِ سجدہ نہ اس وضو کے سوا
 نظرِ فریب ہے کتنا بہارِ نو میں چمن گلوں میں رنگ ہیں لیکن وفا کی بو کے سوا
 زبانِ خنجرِ قاتل سے آہی ہے صدا یہ میری پیاس ہے بجھتی نہیں ابو کے سوا
 جو معتبر نہ ہو محمودِ زندگی نہ نہیں
 حیات کیا ہے لہر ہو جو آبرو کے سوا

(۵)

تو تو مستور ہے جلوہ ترا مستور نہیں کس جگہ تو نہیں کس کس میں ترا نور نہیں
 دور ایسا کہ بہت دور بہت دور مگر پاس اتنا کہ رگ جاں سے مری دور نہیں
 یوں تو چہروں پہ جسم کی لکیریں ہیں یہاں دل کی پوچھو نہ مگر، دل کوئی مسرور نہیں
 تفرقے، پھوٹ، تعصب یہ فسادوں کا چلن ان سے بڑھ کر کوئی تہذیب کے ماسور ہیں

اس کی پرواز بلندی پہ ہے شلاخیں کی طرح
 فکرِ محمود کسی خول میں محصور نہیں

(۹۰)

چلیں گی جبر و تشدد کی آندھیاں کب تک
 اس اقتدار پہ اتنی اکڑ نہیں اچھی
 بہارِ حُسن و جوانی پہ ناز ہے کتنا
 ہوئی جو شام تو ، تابندگی کہاں ہوگی
 دیارِ بند میں معصوم دہانوں کے لئے
 غموں کی آگ کے شعلے تو بجھ گئے محمود
 نہ جانے دل سے اٹھے گا ابھی دھواں کب تک

(۹۱)

دشت میں ادھر ادھر گئے ہم
 لکڑیوں میں لکڑیوں نے تھپوٹے گئے ہم
 لاشعلوں سے لکڑیوں نے تھپوٹے گئے ہم
 لکڑیوں سے لکڑیوں نے تھپوٹے گئے ہم
 لکڑیوں سے لکڑیوں نے تھپوٹے گئے ہم
 لکڑیوں سے لکڑیوں نے تھپوٹے گئے ہم
 لکڑیوں سے لکڑیوں نے تھپوٹے گئے ہم

یہ لکڑیوں سے لکڑیوں نے تھپوٹے گئے ہم
 یہ لکڑیوں سے لکڑیوں نے تھپوٹے گئے ہم

(O)

گود ہو اگر خالی لوریاں ترستی ہیں
 زندگی کے ساقی کو لڑکیاں ترستی ہیں
 امن کی فضاؤں کو ہستیاں ترستی ہیں
 اب کہاں ہیں وہ منصف کرسیاں ترستی ہیں
 دل کی شادمانی کو شادیاں ترستی ہیں

پھول جب نہیں کھیلنے ڈالیاں ترستی ہیں
 زر نہ دیں جو منہ مانگا کوئی بُر نہیں ملتا
 نت نئے فسادوں سے زندگی اجیرن ہے
 عدل جن کا کرتا تھا دودھ سے الگ پانی
 ہے خوشی کہاں محمود اب تو بس دکھاوا ہے

(O)

مشکل بہت ہے دل یہ رہے اختیار میں
 پرتو صفاتِ حق کا ہے مشتِ غبار میں
 دولت کے آگے دل ہے یہاں کس شمار میں
 ڈالو نہ گھر کی بات کو بلبر کے چار میں
 محمود کیا تمیز ہو اب گل میں خار میں

گلشن ہو زندگی کا جو فصلِ بہار میں
 ہے ساری کائنات پہ حاکم خدا کے بعد
 اب ہیں خلوص ، پیار ، محبت وفا کہاں
 آؤ مثالیں بیٹھ کے آپس کے اختلاف
 پھولوں کے ہیں لباس جو خاروں کے زیب تن

(۰)

اک انقلاب جو آتا ہے انتشار کے بعد
 ہوا زوال جو ظالم کا اقتدار کے بعد
 جو ہوشیار نہ ہوں وقت کی پکار کے بعد
 فرازِ عرش پہ پہنچا فرازِ دار کے بعد
 یہ دیکھ لاش پڑی ہے یہاں قرار کے بعد

وہ آئے گا ابھی تھوڑے سے انتظار کے بعد
 بدلتے وقت نے رگن رگن کے انتقام لئے
 لگائے جاتا ہے پھر وقت ٹھوکریں بھی انہیں
 جہاں میں ہر کوئی منصور ، سرفراز ہوا
 دھڑکتا دل ہی تھا محمودِ زندگی کا نشان

(۰)

زندگی رہبرِ کامل کے حوالے کردو
 خود کو گر صاحبِ منزل کے حوالے کردو
 اک ذرا عقل کو تم دل کے حوالے کردو
 کشتیاں توڑ دو ساحل کے حوالے کردو
 حق پرستوں کو سلاسل کے حوالے کردو

بیکرِ حسنِ شمائل کے حوالے کردو
 کچ کے آجائے گی منزل ہی تمہارے آگے
 مشکلیں راہ کی ہوں فیضِ جنوں سے آسان
 جان جاتی ہو تو جائے نہ ہو پسپا کوئی
 ہر زمانے میں یہ فرعونِ زمانہ بولا

شاعری میں گل و بلبل کے فسانے چھوڑو

فکرِ محمودِ مسائل کے حوالے کردو

عبادت جب ہماری ہے ریا ہونے نہیں پاتی
 ازل کے نور کی دل میں ضیاء ہونے نہیں پاتی
 زباں سے التجا میں گر تڑپ دل کی نہ ہو شامل
 فقط آواز ہوتی ہے دعا ہونے نہیں پاتی
 لگاتے ہیں اک چہرہ تقدس کا تو چہرے پر
 فرائض کی "الف" "بے" تک ادا ہونے نہیں پاتی
 سیائے زندگانی اکتسابِ علم و فن سے ہے
 نہیں تو زندگی روشن دیا ہونے نہیں پاتی
 لر مظلوم ڈٹ جائیں مظلوم کے مقابل میں
 کسی بھی ظلم کی پھر انتہا ہونے نہیں پاتی
 راسی ڈھیل دے کر پھر سزا قدرت ہی دیتی ہے
 جو مجرم کو عدالت سے سزا ہونے نہیں پاتی
 وحش محمود ہوتی ہے جو اپنی زندگانی کی
 غموں کا حادثوں کا سلسلہ ہونے نہیں پاتی

ایک شعر

ہیں محبت ہیں مسلک میں محبت کے نفروں کی زباں سے بھی شکوے جو نکل جائیں

(۰)

پلکوں سے جو ڈھلکے عارض پر وہ درد کا مظہر ہوتا ہے

آئو جو سرِ شرکاں ٹھیرے وہ غم کا سمندر ہوتا ہے

دو پل کے لئے مُسکالینا ، ہنس ہنس کے ذرا اترالینا

پھر دھوپ میں چپنا مرجھانا ، ہر گل کا مقدر ہوتا ہے

تاہمِ محبت کے صدقے ، تنویرِ محبت کے قرباں

جس سمت نگاہیں جاتی ہیں ، وہ حُسن کا پیکر ہوتا ہے

جب یاس کی آندھی چلتی ہے ، طوفانِ غموں کے لٹختے ہیں

اشکوں کی جبری لگ جاتی ہے ، برسات کا مظہر ہوتا ہے

چھپ چھپ کے ستم جو کرتا ہے محمود کرم کے پردے میں

ایسا بھی جفا خُو ہوتا ہے ، ایسا بھی ستمگر ہوتا ہے

چل کے تھم جائے گا حالات کا طوفان اک اپ دلا
 حسنِ عمر کے شانے سے سنور جائے گی
 وقت و حالات کی یہ زلفِ پریشاں اک دن
 ہم کو کرنا ہے سفر بے سرو سماں اک دن
 اپنے جہرے سے وہ مکھی نہ اڑا سکتا تھا
 اتنا مجبور ہوا رستمِ دوراں اک دن
 چاہے سڑکوں پہ گرا دو کہ نہا دو ندیاں
 زنگ لانا ہے یہاں خونِ شہیداں اک دن
 آدی رہ نکلے محمودِ ضعیفِ بختِ کر قسہ کے تہیہ

جہ تہیہ لکھ لانا کہ مہکشِ نکوم نالی یہ اولاد ہو ستائشِ اک دن

رہ تگھا کے سامنے نالایہ جہ تہیہ لکھ لانا کہ مہکشِ نکوم نالی یہ اولاد ہو ستائشِ اک دن

جہ تہیہ لکھ لانا کہ مہکشِ نکوم نالی یہ اولاد ہو ستائشِ اک دن

رہ تہیہ لکھ لانا کہ مہکشِ نکوم نالی یہ اولاد ہو ستائشِ اک دن

تہیہ کرتے تھے گروہاں لٹاراں جہاں تہیہ لکھ لانا کہ مہکشِ نکوم نالی یہ اولاد ہو ستائشِ اک دن
 سورج رہے گا کُرد سوزاں تمام عمر
 نرگس رہے گی دیدہ حیراں تمام عمر
 بخاری رہیں گے ٹھاٹ امارت کے عمر بھر
 غربت رہے گی بے سرو سماں تمام عمر
 نذرِ خزاں ہوا ہے جوانی کا ہر جن
 کس پر رہی ہے فصلِ بہاراں تمام عمر

محمود اس جہاں میں کسی کی بھی زندگی

شاداں ہے عمر بھر نہ پریشاں تمام عمر

(۰)

دستورِ محبت ہے مرمر کے - جیا کرنا
 ہاتھوں سے نہیں چھونا آنکھوں سے پیا کرنا
 کانٹوں سے وفا کرنا پھولوں سے دغا کرنا
 اس پر بھی نہیں چھوڑا کلیوں نے کھلا کرنا
 آنکھوں کی زباں سے بھی شکوے نہ کیا کرنا

سہ سہ کے ستم آنکے ہنس ہنس کے وفا کرنا
 فرمان ہے ساقی کا میخانۂ الفت میں
 اس طور سے بدلا ہے اب رنگ زمانے کا
 ہر گام پہ گل چھیں ہے ہر شاخ پہ کانٹے ہیں
 مسلک یہ ازل سے ہے محمودِ محبت کا

(۰)

ہوس کے تیر نے زنجی کیا ہے
 شقاوت کا اندھیرا کھا چکا ہے
 ترے اندر کا انساں مر گیا ہے
 کہ اب پھولوں میں کانٹوں کی ادا ہے
 ارے محمود تجھ کو کیا ہوا ہے

سلسلی امن کی جو فاختا ہے
 مروت کے اجالے کو جہاں میں
 لو اب انسان سے کہتا ہے شیطان
 سنبھل کر دوستی کرنا لگوں سے
 پکڑ لیتا ہے کیوں دمکھتی رگوں کو

(۱۰)

یادوں کے پھول دل میں اُگا کر تو دیکھیے
 حُسنِ ازل سے دل کو لگا کر تو دیکھیے
 پردہ ہٹا کے سلمے آکر تو دیکھیے
 آتسوِ ندامتوں کے بہا کر تو دیکھیے
 دل کی صدا سے حال سنا کر تو دیکھیے
 ظرفِ نظر کو ٹھوک بھا کر تو دیکھیے
 محمودِ دو قدم ہی بڑھا کر تو دیکھیے

فکر و نظر میں اُسکو بہا کر تو دیکھیے
 دل کی لگی یہ آپ کو کر دے گی کیا سے کیا
 رُخسہ مرا جو حشر سے چمکے اُٹھے نہ حشر
 دریا وہ مغفرت کا بہا دے گا سب گُنہ
 اس کو خوشیوں کی زباں سے پکار کر
 مانا نظر کو اُنکے نظارے کی ہے طلب
 راہِ وفا میں اُسکی ہیں کیا کیف و مستیاں

دو شعر

صاحبِ علم و عمل صاحبِ کردار رہو
 ورنہ بے کس رہو، بے بس رہو، بیکار رہو

سر اٹھا کر تمہیں جینا ہے زمانے میں اگر
 عمرِ محکم سے ہو محنت بھی سلیقے سے یہاں

(۰)

زندگی اوج تمدن پہ چلی آئی ہے
بدلی بدلی سی ہواؤں نے چمن کو بدلا
جو پڑوسی کے لئے آپ نے سلگائی تھی
میرے پیچھے مرے کردار کے قاتل لیکن
مال تو مال نہیں جاں بھی ہماری اپنی
زندگی قرض ہے اور موت تقاضا ہے
زندگی کا یہ سفر کھیل نہیں ہے محمود
اک نئے طرز کی ہر کام پہ کھٹائی ہے

(۵)

(۵) نظر اب ہماری جدھر دیکھتی ہے
تشدد ہے شورش ہے فتنہ گری ہے
دھماکے ہیں شعلے ہیں آتش زنی ہے
جہاں میں قیامت کی ہے نفسی نفسی
اندھیریوں میں دیتی ہے یہ ساتھ کسا
ستم کی آگن سے زمیں جل رہی ہے
سیاست اب آتش فشاں بن گئی ہے
تباہی کی سرحد پہ دنیا کھڑی ہے
سبھی کو یہاں اپنی اپنی پڑی ہے
اجالوں کی حد تک ہی اب دوستی ہے
سبھی کچھ اک اسکے سوا بھول جاؤ
کہ محمود معراج الفت یہی ہے

(۰)

زخمی ہوا خلوص وفا پائمال ہے
مفلس کا ہے یہ حال کہ جینا محال ہے
اس آخری دہے میں تو لختوں کا جال ہے
جاتی ہوئی صدی سے بس اتنا سوال ہے
کانٹوں کو روند روند کے چلنا کمال ہے

بدلے ہوئے مزاج جہاں کا یہ حال ہے
چھینے کو لال زر کے ہیں سماں نئے نئے
لٹنے، فساد، جنگ و جدل کی ہے یہ صدی
ترکش میں تیرے، تیر ستم اور بھی ہیں کچھ
محمود سب گزرتے ہیں پھولوں کی راہ سے

(۰)

لوگ تاریکی شب کو بھی سحر کہتے ہیں
پھر چمکتا ہے تو قطرے کو گہر کہتے ہیں
کہنے والے اسے دو دن کا سفر کہتے ہیں
ہم اسی میر کے پیکر کو شجر کہتے ہیں

اب ہر اک عیب کو اعجاز ہنر کہتے ہیں
اپنی ہستی کو بدلتا ہے، صدف میں رکھ
زندگی لگتی ہے صدیوں کی مسافت لیکن
کھٹکے پتھر بھی جواہر جو عثر صفا ہے

ادل کی حالت کو جو چہرے سے پرکھ لیتی ہے

للا کو محمود نظر دل نظر کہتے ہیں

(۰)

چھڑیں نہ تار ہی جسکے تو وہ رباب نہیں
 قدم قدم پہ ہے دھوکہ، دغا، فریب کہاں
 مرے وطن میں فسادوں کا چل پڑا ہے عین
 اٹھیں گے اور بھی طوفانِ تباہیوں کے کہاں
 ہر اک گناہ کا لکھا ہوا حساب تو ہے
 کرم کرم ہے کرم کا کوئی حساب نہیں
 کروں سوال تو محمود کیا سوال کروں
 وہ ہر سوال کا دیتے ہیں اک جواب "نہیں"

(۰)

جب فنائے عشقِ ربّ دو جہاں ہو جائینگے
 مہر و الفت کے کہاں دریا رواں ہو جائینگے
 حوصلوں کے جب مستقم کارواں ہو جائینگے
 وہ غلوں و دردِ دل انسانیت پاس وفا
 جوڑ دے اپنے ہنر سے جب کوئی بھی انہیں
 سر ہمارے رفعتوں میں آسمان ہو جائینگے
 نفرتوں کے کوہِ بل کر جب دھنواں ہو جائینگے
 راہ کے پتھر بھی منزل کے نشان ہو جائینگے
 کیا خبر تھی سب کے سب اک داستان ہو جائینگے
 بکھرے بکھرے ہیں جو تگے آشیاں ہو جائینگے
 کشتیوں کو پھر نہ ہو محمود طوفانوں کا ڈر
 جب ہمارے عمرِ محکم بادیاں ہو جائینگے

(O)

گیت اخلاص و محبت کے سنانے ہونگے
ایک جہتی کے ہمیں پھول بکھانے ہونگے
تب کہیں امن کی راحت کے زمانے ہونگے
دور رہ کر تو سبھی ڈھول سہانے ہونگے
ہاں مگر راہ کے پتھر تو ہٹانے ہونگے

دیپ احساسِ مروت کے جلانے ہونگے
صحنِ گلشن میں جو کلنٹے ہیں ہٹانے ہونگے
مہر و الفت کے سبق سب کو سکھانے ہونگے
بات جب ہے کہ قریب آکے لبھائیں دل کو
شوقِ منزل ہو تو محمودؒ ہے رستہ آساں

(O)

شہر میں اب حفظِ جہاں کا ذکر کیا
دل کے سودے میں زیاں کا ذکر کیا
اک ہمارے آشیاں کا ذکر کیا
فکر کا، فن کا، زبان کا، ذکر کیا
اک ہماری نقدِ جہاں کا ذکر کیا

پہن کا امن و اماں کا ذکر کیا
جو ہوا جو کچھ ہوا اچھا ہوا
خاک ہو جانے کو ہے سارا چمن
جب گلے کے زور پر ہو شاعری
دو جہاں محمودؒ ہیں اُن پر فدا

(O)

ہوتی ہے کبھی اُسکی جو اک چشمِ کرم بھی
 لاتی ہے دعا عرش سے رحمت بھی کرم بھی
 خود بڑھ کے چلا آتا ہے دو چار قدم اور
 پل بھر میں گزر جاتے ہیں دن عیش و طرب کے
 کچھو نہ فقط آپ ہیں دیوانے وطن کے
 تھک جاؤ گے کہہ کہہ کے مگر وہ نہ سنیں گے
 محمود کہیں سنتے ہیں پتھر کے صنم بھی

(0)

حادثوں کے خوف نے انکے قدم روکے نہیں
 فائدہ پورا نہیں دیتا کبھی وہ ذکرِ حق
 غیر کی بیساکھیوں کا کیوں سہارا لیں کبھی
 خوشنما لگتا تو ہے تہذیبِ حاضر کا چمن
 کس مقامِ شوق پر اہلِ جنون پہنچے نہیں
 جو زباں پر تو رہے دل میں مگر اترے نہیں
 کھرا نی کیا جو خود اپنے ہی بل بوتے نہیں
 گلِ ناکائے ہیں اسمیں گل نہیں بوٹے نہیں
 حق پرستوں کا بھی محمودِ شیوہ ہے کہ بس
 جھوٹ ، ناحق ، ناروا باتوں سے کچھوتے نہیں

کیوں وہ اہام کے پردے میں چھپادی جائے
 لہلہ دنیا سے صلے کی نہ توقع رکھنا
 ہوگی مقبول کبھی اور نہ عوامی ہوگی
 درد و آلام و مصائب سے بھری ہے دنیا
 اس سے بہتر کوئی محمود نہ مصرف ہوگا

بات سچی ہے دھڑلے سے سنادی جائے
 کر کے نیکی کسی دریا میں بہادی جائے
 وہ زباں زورِ حکومت سے جو لادگی جائے
 کیسے اس دوز میں جینے کی دعا دی جائے
 دولتِ دل ہے محبت پہ لٹا دی جائے

پتہ نہ تھا کہ محبت نمائشی ہوگی
 سلامتی کا ادارہ ہی جب سنگر ہو
 شرارتوں کا شجر ہی جو کاٹ کر رکھ دو
 بس ان کا نام ہی اپنی زبان پر ہوگا

دلوں میں دشمنی ہونٹوں پہ دوستی ہوگی
 کہاں سکون ، کدھر امن و آشتی ہوگی
 رہے گا بانس ہی باقی نہ بانسری ہوگی
 ہمارے سینے میں جب سانس آخری ہوگی

عروجِ فکر نہ محمودِ شعریت جن میں

کدھر کے شعر کہاں کی وہ شاعری ہوگی

(۰)

ہو اگر نذرِ فزاں میرا گلستاں غم نہ کھا
 ہر غمِ دوراں کو اپنے اک جسم سے ہٹا
 سر ترا اونچا رہے تیغِ مسم کے سامنے
 غم کی فطرت ہیکہ گہراؤ تو بڑھ جاتا ہے غم
 جب سہاروں کے سہارے کا سہارا ہے تجھے
 لوٹ کر پھر آئے گی فصلِ بہاراں غم نہ کھا
 ہے خوشی کا بس اسی میں رازِ پہناں غم نہ کھا
 کٹ بھی جائے راسمیں گرتیری رگ جہاں غم نہ کھا
 سر پہ آئیں غم کے طوفانوں پہ طوفاں غم نہ کھا
 کاروائی کے فلک پر ہو نمایاں غم نہ کھا
 ہر گلِ مقصد کو چن محمودِ کانٹوں سے نہ ڈر
 زندگی ہوگی تری پیر گل بہ داماں غم نہ کھا

دو شعر

کسی کا ساتھ اندھیرے میں وہ نہیں دیتے
 غلوں و مہر و محبت کی اب نہ کچھ پوچھو
 جو مثلِ سایہ اُجالے میں ساتھ ہوتے ہیں
 دلوں میں فاصلے ہاتھوں میں ہاتھ ہوتے ہیں

(O)

حقیقتوں سے زمانہ ہوا ہے انہاما
 بنا ہے فہم و فراست کا اب یہ پیمانہ
 اُسے بھی دعویٰ ادراکِ نورِ قدرت ہے
 وہ جسکی آگ میں جلتی ہیں لڑکیاں اکثر
 نہ تھا یہ حاملِ سیاست کا دورِ ماضی میں
 جہانِ نو میں سیاست اسی کو کہتے ہیں
 شکارِ مصیبتِ وقت ہے یہ دیوانا
 جو ہے فریب کا پیکر وہی ہے فرزانہ
 وجودِ خاکی کو اپنے نہ جس نے پہچانا
 خدا خراب کرے اس جہیز کا خانا
 کبھی نہ تھی یہ شرافت سے اتنی بیگانہ
 ادھر سے آگ بٹھانا ، ادھر سے سلگانا
 وہ تیز گام ہے محمودِ راہِ منزل پر
 بکارِ خود ہے بہت ہوشیار دیوانا

دو شعر

مختاریاں ملیں مجھے مجبوریوں کے ساتھ
 میں اک حصارِ جبر میں باختیار ہوں
 حاکم ہوں کائنات پہ اذنِ خدا سے میں
 یہ میری کائنات کہ مشتبہ غبار ہوں

موضوعاتی کلام

آفتاب

وقتِ سحر جو شرق سے نکلا تھا آفتاب
جوں جوں فلک کے اوج پہ پہنچا تھا آفتاب
جب نقطہٴ عروج پہ پہنچا تھا آفتاب
آیا تھا جب زوال تو پیلا تھا آفتاب
جھک کر فلک کے پیر کو چوما تھا آفتاب
روئے فلک پہ نور کا ٹیکہ تھا آفتاب
نظروں کو تاب دید نہ دیتا تھا آفتاب
دوزخ کے جیسی آگ کا گولا تھا آفتاب
جب ڈھل گیا تو خون کا تھالا تھا آفتاب
دریائے انکسار میں ڈوبا تھا آفتاب

وقت

وقت پارہ مزاج ہوتا ہے
آج ہے مہربان کل شاید
پیشنا کیا فقط لکیروں کو
زندگی کے کارواں کی گرد بنکر رہ گیا
جانے کب کس طرح بدل جائے
پیکر دشمنی میں ڈھل جائے
وقت کا سانپ جب نکل جائے
وقت کی رفتار کا جسکو نہ اندازہ ہوا

قومی یکجہتی

اخلاص کا ہے دیں ، محبت کا دیں ہے
 ہے فرق رنگ و نسل کا لیکن وطن ہے ایک
 بولی الگ الگ ہے مگر قومیت ہے ایک
 آپس کی پھوٹ کس لئے بغض و عناد کیوں
 لٹنے یہ مسجدوں کے نہ یہ مندروں کے ہیں
 لٹنے گری کی آگ لگاتا ہے جو کوئی
 رکھنی ہے گر جہان میں محمود اسکی لاج
 گاندھی کا یہ وطن ہے انسا کا دیں ہے
 گل ہیں ہزار رنگ کے صحن چمن ہے ایک
 مذہب جدا جدا ہی انسانیت ہے ایک
 دین و دھرم کے نام پہ لٹنے فساد کیوں
 تھکڑے یہ سارے دیں میں کچھ سر پھروں کے ہیں
 اپنے وطن کو خود ہی ملاتا ہے بس وہی
 ہر دشمن وطن سے بچانا وطن کو آج

قطعہ

سارے بھارت میں منادی یہ پھرا دی جائے
 بغض و نفرت کی جو دیوار ہے ڈھادی جائے
 ہر ستم گار کو قاتل کو سزا دی جائے
 بچ کے قانون سے کوئی نہ فسادی جائے

حیدرآباد دکن

تجہ کو قدرت نے ہے بٹھا اک انوکھا بانگین
چار سو برسوں سے الفت کا ہستا ہے چن
غریب ہندوستان ہے تو اے مازش ارضِ دکن
انجو حیرت جن کی تابانی پہ ہے نیلا لگن
دور تک جیسے ہستا ہے کوئی کیوڑے کا بن
اے ادب کے پاساں ، اے مرکزِ شعر و سخن

یا خدا مقبول ہو محمود کی یہ اتجا

امن کے اس چاند پر گئے نہیں پائے گہن

اے قلی کی آرزو اے حیدرآبادِ دکن
تیری رٹی میں بسی ہے پیار کی مُٹکِ ختن
مشرقی تہذیب کے جوہر نمایاں تجھ میں ہیں
فکر و فن کے اُن ستاروں نے یا تجھ پر جنم
تو نے علم و آگہی کی یوں بکھیری ہے مہک
تو نے پائی ہے وراثت میں قلی سے شامی

قطعہ

ہے روا داری کا گلشن یہ قلی کا شہر ہے
امن کی راحت کا مِسکن یہ قلی کا شہر ہے

یہ محبت کا نشیمن یہ قلی کا شہر ہے
اشقی کا ہے یہ ماہن ، یہ قلی کا شہر ہے

جہیز ایک سوال؟

آلفت کا لین دین ہے چاہت کا لین دین
 ان پر پڑی ہے آج تجارت کی چھاپ کیوں؟
 قیمت وصول کرتے ہیں بیٹوں کی آجکل
 ہے ماں کی آرزو کہ ہو گل عذار ہو
 قرآن سے جہیز کا ثابت نہیں جواز
 سرکارِ دو جہاں نے نہ مانگا کبھی جہیز
 محمود کو نوازئے اپنے جواب سے
 ہیں شادیاں یہ پیار و محبت کا لین دین
 حیران ہے اداس ہے، بیٹی کا باپ کیوں؟
 باپوں میں حرص آگئی سیٹھوں کی آجکل
 سمدھن بھی اسکے ساتھ بہت مال دار ہو
 ہے مانگنا جہیز کا دنیا کی حرص و آرزو
 جائز ہوا ہمارے لئے کس طرح جہیز؟
 ہے مانگنے کا حق کہاں بیٹی کے باپ سے

ایک شعر

کنوار یوں کا ترسنا یہ اپنے جوڑوں کو
 فقط جہیز کی لعنت نہیں تو پھر کیا ہے؟

ایسا کیوں؟

ہر اک مٹی کی مورت ہے ، ہر اک ہے خاک کا پتلا
کوئی اعلیٰ ہوا کیسے ، کوئی ادنیٰ ہوا کیونکر ؟

جَنَم سے ہر کوئی بچہ ہمیشہ پاک ہوتا ہے
ورق ہر ابتدائی زندگی کا صاف رہتا ہے

کسی کو پاک کیوں بولیں کوئی ناپاک کیوں ٹھیرے ؟
کسی رُخ سے انہیں دیکھو سبھی بچے برابر ہیں

اُسی انداز سے ہنسنا ، اُسی انداز سے رونا
وہی اُن کا مچل جانا ، وہی ہنس کر بہل جانا

اُسی انداز سے کھانا ، اُسی انداز سے سونا
اُسی انداز کا چلنا ، اُسی انداز کا پھرنا

کبھی گر کر سنبھل جانا ، سنبھل کر لڑکھڑا جانا
وہی رغبت کھلونوں سے ، اچھلنا کودنا یکساں

لڑکپن کا جو اَلْہِزِیْن جوانی کی حدوں میں ہو
سبھی میں بانگین یکساں وہی ہیں دھڑکنیں دل کی
وہی الفت کی پینگیں ہیں وہی چاہت کے میلے ہیں
جوانی ہو کسی کی بھی جوانی تو دوانی ہے

سبھی کو گھیر لیتا ہے ، بڑھاپا ایک دن آکر
سبھی آخر کو روتے ہیں جوانی عیش میں کھوکر

یہاں رہتا نہیں کوئی سبھی جاتے ہیں دنیا سے
کوئی ایندھن میں جلتا ہے ، کوئی مٹی میں ملتا ہے
یہاں آنا ، یہاں رہنا ، یہاں سے پھر چلے جانا
سبھی جب ایک جیسے ہیں تو پھر یہ تفرقے کیسے ؟

کوئی ادنیٰ ہوا کیسے ، کوئی اعلیٰ ہوا کیونکر ؟
کوئی ہو پاک آخر کیوں ؟ کوئی ناپاک ہو کیسے ؟
مٹاؤ تفرقے سارے ، ہلاؤ ران کی بنیادیں
سبھی انسان برابر ہیں ، سبھی انسان برابر ہیں

